مولانا محمد اسماعیل آزاد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال واوصاف

اقوام عالم کی مذہبی کتب میں

ابتدائیہ

زیر نظر مضمون کی تیاری میں دو غیر مسلم محققین کی کتابیں ہمارے مد نظر رہیں، ہندی میں ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے کی کتابیں ''نراشنس اور محمد صاحب'' ''کلکی اوتار اور محمد صاحب'' اور ''اسلام اور ہندو دھرم'' کے نام سے الہ آباد سے شائع ہوئی ہیں۔ اور عبدالحق ودیارتھی (قادیانی) کی اردو میں ''میثاق النبیین'' اور انگریزی میں Muhammad in the world scriptur کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ ڈاکٹر وید پرکاش کی اسی اسی صفحات کی تینوں کتابیں سن ۷۰ میں اشاعت پذیر ہوئیں۔ جب کہ ودیارتھی کی کتابیں ان سے بہت پہلے گردش میں تھیں۔

عبدالحق ودیارتھی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کو ہندوؤں کے اتھر وید اور بھوشیہ پران کے حوالوں سے جمع کیا، اور اس کے علاوہ زرتشتی مذہب، یہودیوں اور عیسائیوں اور بدھ مذہب کی کتب سے بحث کی ہے۔

ہمارے خیال میں یہود ونصاری کے کتب کے حوالوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی بشارات یہودیوں کی عبرانی کتب سے اور عیسائیوں کی کتب سے برصغیر میں سب سے پہلے مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی کتاب اظہار الحق میں زیر بحث آئیں۔ جو انہوں نے پادری فنڈر کے جواب میں ایک مناظرے میں بیان کیں۔ پادری فنڈر ہندوستان سے بھاگ کر ترکی چلا گیا۔ خلیفۃ المسلمین نے مولانا کیرانوی کو بلوایا، اور پادری وہاں سے بھی رفو چکر ہوا۔ اس کے بعد مولانا کیرانوی کی یہ کتاب شائع

ہوئی۔ یہ مناظرہ ۱۸۵۴ء میں ہوا تھا۔

عیسائی حکام میں سے سرولیم میور نے جو یوپی کا گورنر تھا Life of Mhammad کے نام سے چار جلدوں میں ایک کتاب لکھی۔ اس کا جواب سرسید احمد خاں مرحوم نے خطبات احمد یہ کے نام سے ایک کتاب لکھ کر دیا، اور یہود و نصاریٰ کی کتب کی عبرانی عبارتوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ثابت کیا۔ سرسید کا طریقہ یہ تھا کہ عبرانی عبارت کو پہلے عربی میں لکھتے، پھر اس کا ترجمہ عربی اور پھر اردو میں کرتے۔ سرسید کے لئے یہ کام مولوی عنایت رسول چریا کوٹی نے کیا۔

اس کے بعد عبدالحق ودیارتھی نے بھی عبرانی حوالوں سے کتاب لکھی۔ ہمارے خیال میں ان حوالوں اوران کی تشریحات وتوجیہات میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور سرسید کے خطبات سے الگ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ البتہ زرتشتی مذہب، بدھ مذہب اور ہندو مذہب کے اتھر وید اور بھوشیہ پران کے حوالوں میں عبدالحق ودیارتھی منفرد تھے۔

اس کے بعد ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے ہیں۔ یہ بھاگوت اور کلکی پوران کے حوالہ جات میں منفرد ہیں۔ اتھر وید کے بعض حوالوں میں ودیارتھی کی توجیہات اوران کی توجیہات میں یکسانیت ہے۔

البتہ غیر منقسم ہندوستان کی ایک شخصیت بابا خلیل داس چتر ویدی گزری ہے، انہوں نے ۱۹۴۸ء میں بنارس میں وفات پائی۔ اللہ کی توحید، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اور اسلام کی تبلیغ میں یہ سب سے بڑا نام تھا۔ لیکن ان سے کوئی کتاب ہم تک نہیں پہنچی۔ یہ امرتسر کے مسلم گھرانے میں پیدا ہوئے۔ والدین کی وفات کے بعد بچپن میں سردی کے زمانے میں گھر سے بھاگے اور ریل میں سوار ہوئے۔ بنارس اترے، سردی میں ٹھٹھر رہے تھے کہ ایک ہندو مہنت جو لاولد تھے اس بچے کو اٹھا کر گھر لے گئے پالا پوسا، اور چاروں ویدوں کا قاری اور عالم بنایا۔ بچے کو بچپن کی یادوں نے اسلام یاد دلایا۔ مہنت جی اوران کی پتنی نے اس گود لئے ہوئے بچے کو ہی اپنی بیٹا بنالیا۔ صرف اس کا داخلہ رسوئی میں بند تھا۔ راقم الحروف نے مولانا جعفر شاہ پھلواروی، غلام محمد بٹ مرحوم شاگرد مولانا ثناء اللہ امرتسری، ماسٹر کریم بخش، خالد ایم اسحاق ایڈوکیٹ مرحوم کے پرائمری کے استاد اوران کی لائبریری کے لائبریرین سے بابا خلیل داس چتر ویدی کی یہ داستان سنی تھی۔ ممکن ہے بنارس کے کسی اہل قلم کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی تبلیغ کرنے والے اس محقق کے علم سے بھی مستفید ہونے کا موقع ملے۔

عبدالحق ویدیارتھی کی زیر نظر کتاب کے بارے میں مصر کے استاد ابوزہرہ اپنی کتاب خاتم

النبین میں رقمطراز ہیں:

وقد ذكر الاحمديون الذين عنوا بترجمة معانی القرآن الكريم، وان كنا نخالفهم فی اصول ترجمة القرآن، كمانرىٰ الرای المبطل لاعتقادهم مع ذالک ناخذ كلامهم فی التبشير بالنبی صلی الله عليه وسلم فان اللولوء الفائقة لاتهون لهوان غائصها الذی استخرجها، و الحكمة ضالة المومن يلقفها انی وجدها (۱)

احمدیوں نے قرآن پاک کے ترجمے میں قرآن کے جو معنی بیان کئے ہیں، ہم ان کے ان ترجموں کے خلاف ہیں، کیوں کہ ہم ان کے باطل اعتقاد پر نظر رکھتے ہیں، اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بشارت پر ان کے کلام کو لے لیتے ہیں، ایک اعلیٰ درجے کا موتی صرف اس کو نکالنے والے غوطہ خور کے بے قدر ہونے کی وجہ سے کم قدر نہیں ہو جاتا، اور حکمت تو اہل ایمان کی کھوئی ہوئی متاع ہے، جہاں ملے اس لے لینا چاہئے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ استاد ابوزہرہ کا یہی تبصرہ ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

جس طرح عبدالحق ودیارتھی نے زرتشی مذہب میں توحید کے حوالہ جات پیش کئے، لیکن ہندو دھرم کے بارے میں توحید کے سلسلے میں کوئی بیان نہیں دیا۔ ان کے برخلاف ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے نے ہندو دھرم میں توحید باری تعالیٰ کے وہ تمام حوالے بیان کئے ہیں جو عرصہ دراز پہلے آریہ سماج کے بانی دیانند سرسوتی نے اپنی کتاب کے باب اول میں بیان کئے تھے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس اجمال کی مختصر سی تفصیل کی جائے۔

ہندوؤں کے مذہب سے سب سے پہلے مسلمان عالم جو واقف ہوئے وہ ابوریحان البیرونی تھے۔ انہوں نے کتاب الہند لکھی۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہندوؤں میں خواص اہل علم توحید کے قائل ہیں اور عوام بت پرستی کے۔ اگر چہ کہ یہ سارے بت پرست ایک ایشور ہی کو مانتے ہیں۔

رگ وید میں ہے:

ایکو دیوھا و یرھا بھودا ودنتی (۲)

معبود ایک ہے، اہل علم اسے کئی ناموں سے پکارتے ہیں۔

یہ دوراول کی بات تھی۔ بعد میں آنے والوں نے ایک معبود کے کئی ناموں میں سے ہر نام کو الگ معبود بنالیا۔ مثلاً اندر، ورونہ، برھا، وشنو، رودر وغیرہ، یہاں تک کہ شیواچاری یعنی شیوا (رودر) کے ماننے والے۔ اور وشنواچاری وشنو کے ماننے والے، اس طرح ایک خدا کی دو صفات کو الگ الگ ماننے والے الگ الگ مذہب بن گئے۔ اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

ہندوستان میں مسلمان آئے۔ ان کی توحید خالص کو اگرچہ کہ ہندوؤں نے عام طور پر قبول نہیں کیا، لیکن مسلمانوں کے عقیدۂ توحید خالص سے وہ متاثر ضرور ہوئے۔ قرآن کہتا ہے:

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی ؕ (۳)

اللہ خالق ہے، باری ہے، مصور ہے۔ سارے اچھے نام اس کے ہیں۔

مطلب یہ ہوا کہ اللہ غفار ہے، اللہ ستار ہے، اللہ قہار ہے، اللہ خالق ہے، اللہ منتقم ہے وغیرہ، اسمائے الٰہی ایک ہی ذات اللہ کے ہیں اس کے برخلاف ہندوؤں کی بنیادی کتابوں یعنی ویدوں میں ایک اللہ کے مختلف اسما کو الگ الگ یاد کیا گیا ہے۔ کہیں اندرا، کہیں ورونہ، کہیں اسے برہپتی کہا گیا اور ان الگ الگ ناموں سے اس سے دعائیں کی گئیں۔ مسلمانوں کے عقیدۂ توحید خالص سے ہندوؤں کا اعلیٰ طبقہ متاثر ہوا۔ چنانچہ تاریخ میں پہلی مرتبہ دیانند سرسوتی نے اسلام کے عقائد کی طرح ایک خدا کے کئی ناموں کو ایک خدا سے الگ کر کے الگ الگ وجود ماننے سے انکار کیا۔ عقیدہ توحید کی یہ اصلاح کرنے والا سوامی دیانند پہلا آدمی ہے۔ کیوں کہ خدا کے ناموں کی لغوی تشریحات سے جو نتائج اس نے حاصل کئے اس کا کہیں حوالہ نہیں دیا کہ اس سے پہلے کسی ہندو عالم نے یہ کام کیا ہو۔ یہ کام ہندوؤں کی سات ہزار سالہ تاریخ میں کیا گیا ہے۔ اور یہ اسی لئے ممکن ہوسکا کہ ہندوستان میں مسلمان توحید خالص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ کو مانتے تھے، ان کی پیروی کرنے سے ہی دیانند سرسوتی (بانی اریہ سماج) توحید خالص تک پہنچ سکا۔

ہندو دھرم کی سات ہزار تاریخ میں سوائے دیانند کے کسی قدیم ترین وید کے مفسر نے وید منتر کو دیانند کی طرح توحید کی بنیاد نہیں سمجھا۔

مشہور آریہ سماجی مصنف، سرگوکل چند نارنگ (Sir Gokul Chand Narang) اپنی

تصنیف Messege of the vedas میں دیانند کی اس طرز تفسیر کو ایک نئی دریافت قرار دیتے ہیں۔

> A Far more reasonable view is that advocated by swami Day anauda. According to this view There is only one Supreme Being described in the Vedas and Agni Vayu etc are mere His different names respectively indicating His Most important attitudes. This discovery made again lenth la the century has in India, at any rate brought about revolution is the methods of interpretation applied to the Vedas.(4)

> سوامی دیانند نے ایک انتہائی مدلل نظریہ پیش کیا ہے، اس نظریئے کے مطابق وجود مطلق ویدون میں ایک ہی بیان کیا گیا ہے، اور اگنی (آگ)، وایو (ہوا) وغیرہ صرف اس کے مختلف نام ہیں، جو اس کی مختلف صفات کا اظہار کرتے ہیں، یہ دریافت جو دوبارہ انیسویں صدی میں ہندوستان میں ہوئی اس نے ویدوں کی تفسیر میں ایک انقلابی طریقے کا آغاز کیا۔

لیکن انیسویں صدی سے بہت پہلے سے مسلمان ہندوستان میں آباد تھے۔ اور ایک اللہ کے کئی اسماءالحسنٰی کا عقیدہ ان کا تھا۔ اللہ کے ناموں کو صفات کہہ کر ذات سے الگ کر کے الگ وجود دینا ہندو دھرم کے ویدوں کے مفسروں کی غلطی تھی۔ مسلمانوں کے عقیدے سے واقف ہو کر ویانند سرسوتی نے اسے اپنایا۔ لیکن بددیانتی یہ کی کہ اس کو اپنی دریافت قرار دیا۔ یہ اسلام کے نظریہ توحید کا وہ گہرا علمی اثر ہے جو ہندو دھرم نے قبول کیا۔ ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے نے بھی توحید کے ثبوت میں ویانند کے پورے باب کو اپنی کتاب اسلام اور ہندو دھرم میں شامل کرلیا۔

البتہ ویانند نے اپنی کتاب کے باب نمبر ۱۱ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن اور اسلام کی شان میں جو گستاخیاں اور بدزبانیاں کیں، پنڈت وید پرکاش نے اس کا کوئی اثر نہیں لیا بلکہ اپنی کتب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں کو آخری نبی ثابت کیا ہے۔ اور سنکرت کے الفاظ کے متداول معانی کو سامنے رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کا اثبات کیا ہے۔

میکس ملر (Mex Muller) نے ہندوستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ سنسکرت سیکھی اور ہندوؤں کی مذہبی کتابوں، ویدوں، شاستروں، پرانوں کے انگریزی میں ترجمے شائع کئے۔ (۵)۔ اس سے یہ ہوا کہ یہ کتابیں ہندوستان کی برہمن اقلیت کے قبضے سے نکل کر دنیا کے اہل علم کے سامنے آئیں۔

ان سے فائدہ اٹھا کر عیسائی مشنریوں نے کلکی اوتار اور آخری بدھ حضرت عیسی علیہ السلام کو ثابت کرنے کے لئے تبلیغی رسالے لکھے، اس کے بعد مسلمانوں نے ان کتابوں سے واقف ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان بھاگوت وکلکی پران کی پیشگویوں کو چسپاں کر کے تقریر وتحریر میں استعمال کرنا شروع کیا۔ ورنہ اس سے پہلے البیرونی تک ان بشارتوں سے وقف نہ ہوسکے۔ اکبر کے زمانے کے محسن فانی کشمیری نے دبستان مذاہب لکھی اور ہر مذہب کے عالم سے جو سنا وہ درج کر دیا۔ اس کتاب میں بھی ان بشارتوں کا تذکرہ نہیں۔ داراشکوہ کی مجمع البحرین بھی ان بشارتوں کے تذکرے سے خالی ہے۔ مولانا عبید اللہ کی تحفۃ الہند میں بھی ان بشارات کا تذکرہ نہیں ہے، جس کو پڑھ کر مولانا عبید اللہ سندھی اپنے تین بھتیجوں کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ ۱۹۲۳ کے ملکانے کے فتنہ ارتداد کے مقابلے میں اسلام کے لئے کام کرنے اور مرتدین کو دوبارہ اسلام میں لانے والے ایک بزرگ مولانا قطب الدین برہم چاری کا بڑا نام اور کام ہے، بنارس میں ہندو پنڈتوں سے ہندو دھرم کا علم حاصل کیا اور پھر فتنہ ارتدار کے خلاف کام کرنے لگے۔ ان کی کسی تصنیف یا تالیف کا ہمیں علم نہیں، فتنہ ارتداد کی تاریخ لکھنے والے اور اس بزرگ کا تذکرہ کرنے والے پروفیسر مسعود صاحب نے بھی ان کی کسی تالیف کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔

میرے ذاتی خیال میں عیسائی مشنریوں کے دعوں سے یہ بشارات اہل علم کے علم میں آئیں اور پھر ان پر بابا خلیل داس چتر ویدی اور ان کے بعد عبدالحق ودیارتھی اور پھر ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے نے اس موضوع کو آگے بڑھایا۔ ان کے علاوہ اور کچھ اہل علم جنہوں نے یہ کام کیا ہو تو اہل علم ان شاء اللہ ان کو ڈھونڈ نکالیں گے۔ اس وقت تک تو یہی صورت حال ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایرانیوں کی کتب مقدسہ میں:

مورخ ایڈورڈ گبن نے اپنی مشہور تاریخ زوال روما میں لکھا ہے کہ:

After the defeat of Cadesia, a country intersected by rivers and canals might have opposed an insuperable barrier to the

victorious cavalry, and the walls of madyan, which had resisted the battering arms of the Romans, Would not have yielded to the darts of the Saracens. But the flying Persians were overcome by the belief that the last day of their religion and empire was at hand; The strongest posts were abandoned by treachery or Cowardice; and the king, with a part of his family and treasures, escaped to Holwan, at the foot of Median hills, (6)

قادسیہ کی شکست کے بعد ایک ایسا ملک جس میں ندیوں اور نہروں کا جال بچھا ہو، گھڑ سوار فاتحوں کے سامنے زبردست رکاوٹ بن سکتا تھا، اسی طرح مدین کے قلعے کی دیواریں بھی، جنہوں نے رومی افواج کے مقابلے میں مزاحمت کی تھی، ان کو مسلمانوں کے تیروں کے سامنے سپر انداز نہ ہونا چاہئے تھا، لیکن بھاگنے والے ایرانیوں پر ایک عقیدہ غالب آچکا تھا کہ ایرانیوں کے مذہب اور ان کی سلطنت کے اختتام کا وقت آپہنچا ہے، مضبوط مورچے دھوکے یا بزدلی کی وجہ سے خالی چھوڑ دیئے گئے تھے اور ایران کا بادشاہ اپنے کچھ افراد خاندان اور خزانے کے ساتھ مدائن کے پہاڑوں کے دامن میں پناہ لے چکا تھا۔

اہل ایران کا وہ عقیدہ جس نے ان کو مسلمانوں کے مقابلے شکست قبول کرنے پر آمادہ کرلیا یہ تھا کہ اب ایرانیوں کے مذہب آتش پرستی اور ان کی سلطنت کے اختتام کا وقت آچکا ہے۔

مسلمانوں کی فتح اور ایرانیوں کی شکست کے اس اہم سبب کو ان کی دینی کتب میں تلاش کرنا چاہئے۔

دساتیر میں ساسان اول کا بیان:

جناب زرتشت کی زبان پہلوی اور اس کا فارسی ترجمہ

۱۔پہلوی: **چم چمیم کا جام کمند هز تو ارجیام ورتاه هیتال هود**

فارسی ترجمہ: **چون چنیں کارها کنند از تازیان مردی پیدا شود۔**

اردو ترجمہ: جب اور قسم کے کام لوگ کریں گے تو عربوں میں ایک مرد پیدا ہوگا۔

۲۔ پہلوی یو ھزار تسامام ھو ھیر تاک دنیر تاک و سمیراکت و امیراکت سرویم ارتد۔

فارسی ترجمہ: که از پیروان او دیهیم وتخت و کشور این همه بر افتد۔

اردو ترجمہ: اس مرد عرب کے پیروؤں کے ہاتھوں تخت وتاج مملکت اور مذہب سب ختم ہو جائیں گے۔

۳۔ پہلوی وھو ند ھر ور کتام یتودام۔

فارسی ترجمہ: وشوند سر کشان زیردستان۔

اردو ترجمہ: اور سب محکوم بنائے جائیں گے۔

۱۔ پہلوی بیرن فرشای ینمار وسیمار کسوار آباد لی جوار هده نیوستا۔

فارسی ترجمہ بنیند بجای پیکر گاه و آتش کده خانه آباد بے پیکر شده نماز برون سو، خانه که در تازیان است در ریگ ها ماوران ساخته آباد است، ودران پیکر بای اختران بود گوید شوداں خانه نماز برون سو و بردارند ازو پیکر۔

اردو ترجمہ: وہ دیکھیں گے، بت خانوں اور آتش کدوں کے بجائے عبادت کا مکان ابراہیم علیہ السلام کا، جس میں کوئی بت نہ ہوگا، وہ قبلہ ہوگا۔ ساسان نے مزید کہا کہ ابراہیم نے عرب کے ریگزار میں جو عبادت گاہ بنائی تھی اس میں بت اور ستاروں کو رکھ دیا، لیکن عرب کے نبی کے ظہور کے بعد بتوں سے اسے پاک کریں گے اور اسی گھر کی طرف اپنی عبادتوں میں اپنا رخ کریں گے۔

۵۔ پہلوی: وھوزد ھوش شنشور

فارسی ترجمہ: وفرا آب شورا۔

اردو ترجمہ: اور وہ تمام عالم کے لئے رحمت ہوں گے۔

۶۔ پہلوی: وتد را ھند شای سیما رام مدیر وانتو رام ھام ونیفود ونیواک و شایام شمناد

فارسی ترجمہ: وباز ستانند جای آتشکد های مداین و گرد های آن و توس و بلخ وجاهای بزرگ

اردو ترجمہ: اور وہ قبضہ کرلیں گے بت کدں اور آتش کدوں کے مقامات کو مداین اور اس کے اطراف کے مقامات اور طوس اور بلخ اور دوسرے مقامات جو عظمت والے اور مقدس ہیں۔

۷۔ پہلوی: **وھاییم ھارھشیام ورثاہ پامد ھر تال وسمین ھودم ھن بلزیدہ**

فارسی ترجمہ: **و آئین گر ایشان مردے باشد سخنور و سخن او درھم پیچیدہ**

اردو ترجمہ: ان کا مذہبی قائد ایک شخص ہوگا، خوش گفتار اور اس کا پیغام اور جو کچھ بھی وہ کہے گا وہ تضادات سے پاک ہوگا۔(۷)

مورخ ایڈورڈ گبن نے ایرانیوں کے جس عقیدے کا تذکرہ کیا کہ اس کی رو سے عوام نے وہ مدافعت عربوں کی نہیں کی جس طرح رومی افواج کی مزاحمت کی تھی، ہمارے خیال میں تاریخ میں پہلی مرتبہ سائرس (دارائے اول) نے ایشیائے کوچک اور یونان کو فتح کیا، مشہور یونان مورخ زینوفن Zenofen اس کے ہمراہ تھا۔ اس مورخ نے Greek War کے نام سے ایک کتاب لکھی اور سائرس کے عدل وانصاف کی بے حد تعریف کی، تاہم یہ کہیں نہیں کہا کہ سائرس نے یونان میں ایران کے مذہبی عقائد کی ترویج کی کوشش کی۔

سکندر اعظم یونانی نے سلطنت ایران پر قبضہ کیا اور پنجاب تک آپہنچا، تاہم مورخین نے کہیں نہیں لکھا کہ اس نے مفتوحہ ممالک میں اپنا دیوی دیوتاؤں والا مذہب سرکاری سطح سے عوام پر مسلط کیا ہو۔

دوسری طرف جناب زرتشت نے یزداں سے جو دین حاصل کیا اس کو اس وقت کے ایرانی بادشاہ ساسان اول کے حوالے کیا تھا کہ ملک بھر میں اس کا نفاذ سرکاری طور پر کیا جائے اور ایسا ہی ہوا۔

اس کے بالکل برعکس صورت حال یہاں پیش ہے کہ سرکاری سطح کے مذہب میں جناب زرتشت کی پیشگوئی کے مطابق عرب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا، کسریٰ پرویز جو اس وقت یمن پر قابض تھا اس نے اس دین کو ختم چاہا اور یمن کے گورنر کو حکم بھیجا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کر کے بھیجا جائے، جس دن اس کا قاصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا آپ نے اس بادشاہ کے قتل ہو جانے کی اطلاع اس کو دی، اطلاع درست تھی باذان مسلمان ہوگیا۔

جناب زرتشت کی پیشگوئیوں کے مطابق ایران کے عوام کا عقیدہ یہ بن گیا کہ ایران کی حکومت اور مذہب دونوں ختم ہو جائیں گے۔ اب صورت حال یہ ہوئی کہ ایران کے حاکم اور ان کی فوج اس عقیدے والے ایرانیوں کو پیغمبر اسلام پر ایمان لانے اور اسلام کو ایران میں پھیلنے سے روکنے کے لئے

آمادہ پیکار تھے۔ جب کہ عوام کے دل اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ تھے۔

جناب زرتشت نے بت پرستی اور آتش پرستی کے اختتام کی پیشین گوئی کی، اس سے ظاہر ہے کہ بت پرستی اور آتش پرستی ان کی تعلیمات کے خلاف تھی، ہوسکتا ہے کہ ان کے علمائے دین اس میں مبتلا نہ ہوں اور یہ ان پڑھ جاہل عوام کا اپنا عقیدہ ہو، کیوں کہ ہندوؤں کی طرح ایرانیوں میں بھی دین کی تعلیم صرف ان کے عالموں تک محدود تھی۔ اور باقی عوام کالانعام زرتشت کی توحید کی تعلیمات سے ناآشنا تھے۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمانوں سے آمنا سامنا ہوا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مغوں (مجوسیوں کے مذہبی پیشوا) نے جناب زرتشت کی توحید اور دینِ اسلام کی توحید میں یکسانیت کی بنا پر دین اسلام قبول کیا اور ان کی پیروی میں عوام بھی اسلام میں داخل ہوئے۔

جناب زرتشت کی تعلیمات:

۱۔ **سمیرام اسپ له سمیرام هر داء**

وہ ایک ہے، گنتی کے ایک کی طرح نہیں

۲۔ **همتا ندارد**

اس مانند کوئی نہیں

۳۔ **هیچ چیز باو نماز**

کوئی چیز اس کی مثل نہیں۔

۴۔ **جز آغاز و انجام انباز و دشمن و مانند و یار وپد ر وماد ر وزن وفرزند و حامی سوی و تن و تن آسا و تنانی و رنگ و بوی است**

وہ ابتدا اور انتہا سے مبرا ہے، اور اس کا کوئی مخالف نہیں، اس کی مثل نہیں، نہ کوئی دوست ہے نہ ماں نہ باپ، نہ بیوی، نہ بچے۔ مکان، جسم، صورت، رنگ اور بو سے مبرا ہے۔

۵۔ **هستی ده همه**

ہر ایک کو زندگی دینے والا

۶۔ **نه یابند او را چشمها و نه آسانید او را اندیشها**

نہ اس کو آنکھیں دیکھ سکتی ہیں، نہ کوئی فکر اس کو پاسکتی ہے۔

۷۔ **توئی نخستی که نیست نخست ترے پیشتر از تو،**
توئی باز پس ترے که نیست باز پس تر از پست

تو سب سے اول ہے کہ تجھ سے پہلے کوئی نہیں، اور تو ہی آخر ہے کہ تیرے آخر کوئی نہیں۔

۸۔ **ہرچه پنداری ازاں برتر است**

تم جو بھی تصور کرو، وہ اس سے برتر ہے۔

۹۔ **ناامید از مهربانی و بخشند گی او مشوید**

اس کی عطا اور رحم سے ناامید نہ ہو۔

۱۰۔ **ومن نزدیک تر ترا از توام۔**

میں تجھ سے زیادہ تجھ سے قریب ہوں۔

۱۱۔ **سروشان بیشمار اند۔**

فرشتے ان گنت ہیں

۱۲۔ **اے آباد گفت و گفتار یزدان آنست که فرشته بردل توآرد**

(اللہ نے آدم سے کہا) اللہ کا کلام وہ ہے جو فرشتہ تیرے دل پر لاتا ہے۔

۱۳۔ **چون فرو دین تن گذارد درسر و شتانش رسانم**

جب کوئی نیک آدمی مر جاتا ہے میں اسے جنت میں بھیجتا ہوں۔

۱۴۔ **بهشتیان را تنے زبخشش یزدان برتر باشد که نه ریزد وکهنه شد و نه در گیرد ونه آلائش در و فراز آید در آن خورم آباد جاوید پایند**

اللہ کی مہربانی سے اہل جنت کو ایسا جسم ملے گا جو نہ گلے سڑے گا، نہ پرانا ہوگا، نہ اس میں کوئی گندی چیز داخل ہوگی، وہ اس پر مسرت جگہ پر ہمیشہ رہیں گے۔ (۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوسیوں کو اہل کتاب قرار دیا ہے۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے:

عن محمد بن علی بن حسین ان عمر الخطاب ذکر المجوس

فقال ما ادری کیف اصنع فی امرھم، فقال عبد الرحمن بن عوف اشھد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سنوا بھم سنۃ اھل الکتاب (۹)

محمد بن علی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجوسیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہم ان سے کس نوعیت کا معاملہ کریں؟ یہ سن کر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ ان سے اہل کتاب جیسا برتاؤ کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کی کتب میں

سورۂ اعراف میں فرمایا گیا:

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ز یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ط فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ لا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O (۱۰)

جو لوگ اس رسول نبی امی کی پیروی کریں گے جس کو وہ اپنے ہاں توریت وانجیل میں لکھا ہوا پائیں گے، جو ان کو نیک کاموں کا حکم دے گا اور بری باتوں سے منع کرے گا اور پاکیزہ چیزیں ان کے لئے حلال کرے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان کے بوجھ (سخت احکام) اور ان کے طوق (نافرمانی کی پھٹکاریں) جو ان کے گلے میں پڑے ہوئے تھے، وہ ان کو اتار ڈالے گا، پھر جو کوئی اس نبی پر ایمان لائے گا اور ان کی حمایت و مدد کرے گا اور وہ اس نور کی اتباع کریں گے جو اس کے ساتھ نازل کیا جائے گا، سو وہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

اس نبی کی ان کو کتنی پہچان ہے؟ فرمایا:

• یَعۡرِفُوۡنَهٗ كَمَا يَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَ هُمۡ (۱۱)

جیسا والدین اپنے بچوں کو اچھی طرح پہچانتے ہیں اسی طرح اہل کتاب (اپنی کتاب کے مطابق) محمد رسول اللہ (ﷺ) کو جانتے ہیں۔

آپ کے رسول ہونے اور برحق ہونے پران کوکسی قسم کی مشکل پیش نہیں آتی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے نام اپنے خط میں اپنے توریت وانجیل کے موعود نبی ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔شہنشاہ روم کے نام خط میں آپ نے اس بات کا حوالہ نہیں دیا۔اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ نجاشی نے بھرے دربار میں قریش کے وفد کوجس بنیاد پر واپس کردیا اور مہاجرین مکہ ان کے حوالے نہیں کئے۔پھر قریش نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ سورۂ مریم کی ابتدائی آیات سن کر نجاشی نے تسلیم کیا کہ قرآن کے اس بیان سے ایک تنکے کے برابر بھی عیسی علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام زیادہ نہیں ہیں۔

ہماری روایات میں تو یہ بھی ہے کہ شہنشاہ روم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لینے پر تیار تھا لیکن درباریوں کی شدید مخالفت کے باعث رک گیا۔یعنی توریت وانجیل میں آخری نبی کی بشارتوں کو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں پورا ہوتے دیکھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حین حیات پورے عرب پر اسلام کے پرامن طور پر غلبے میں سب سے بڑا سبب یہی عقیدہ ہے، جو خانہ کعبہ بنانے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی:

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝ (۱۲)

اے ہمارے پروردگار! اور ان میں سے ایک ایسا رسول بھیج جو ان کو تیری آیتیں (پڑھ کر) سنایا کرے۔اوران کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اوران کا تزکیہ کرے (پاک وصاف بنادے) بیشک تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔

بنی اسماعیل یعنی عربوں کو ملت ابراہیم پر گامزن کرنا تھا، اور یہ ہوا۔ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کا بنایا ہوا خانہ کعبہ ۳۶۰ بتوں سے پاک کردیا گیا۔یہ یاد رہے کہ اگر چہ بنی اسماعیل یا عرب ایک ملک میں آباد ایک قوم تھے۔اور ایرانی اور رومی دوسری قومیں، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کے ملنے والے حکم پر عمل فرمایا:

وَاَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ
یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ O (۱۴)

اور تمام لوگوں کو حج کی دعوت دو، لوگ تیرے پاس پیدل چل کر بھی آئیں گے
اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی، دور دراز کے تمام راستوں سے آئیں گے۔

یہ ملت ابراہیمی تھی جس کی دعوت تمام دنیا کے انسانوں کو دی گئی تھی، نتیجے میں ماننے والے ملت ابراہیم کے پیرو سب سے پہلے عرب تھے، بعد میں دنیا بھر کی وہ اقوام جو اسلام میں داخل ہوئیں، سب ملت ابراہیمی کا جز بنیں، اور ایران و روم کی قومیتوں کے خلاف عرب قومیت مقصد نہ بن سکی۔ اور عرب قومیت کو اسلام کے خلاف ابھارنے کی رومی شہنشاہ کی کوشش اور یمن کے گورنر کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گرفتار کرنے کی ایران کوشش ناکام ہوئی، ایران روم کی جنگیں بھی درحقیقت عرب قوم کی ایران و روم سے جنگیں نہیں تھیں۔ یہ توحید پرست ملت ابراہیم اور بت پرست اقوام کا ٹکراؤ تھا۔ آتش پرست ایران اور تثلیث پرست روم کا مقابلہ توحید پرست ملت ابراہیم سے تھا۔ پورے ملک عرب کو عرب قوم کے اتحاد کے بجائے توحید پرست ملت ابراہیم کے اتحاد کی شکل دینے کا نتیجہ یہ نکلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حین حیات فتح مکہ تک مسلمانوں اور مشرکین مکہ میں سے ہر گروہ کے ۹۰۰ آدمی قتل و زخمی ہوئے، پورا عرب حجاز کے قریش، ثقیف، ہوازن اور یہود کے مقابلے میں غیر جانبدار رہا، تاکہ فاتح کو پورے ملک کا مقتدر اعلیٰ تسلیم کرے۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد کے سال کو تاریخ اسلام میں عام الوفود کہا جاتا ہے۔ ہر قبیلہ اپنے وفد کے ساتھ حاضر ہوا اور اسلام قبول کر کے اپنے علاقے پر اپنے قبیلے کی ملکیت کو برقرار رکھنے میں کامیاب ہوا۔ پورے ملک پر کوئی ٹیکس نہ لگا۔ زکوٰۃ وصدقات کی ادائیگی کا حکم جاری ہوا کہ ہر قبیلہ اپنے زکوٰۃ وصدقات کو اپنے علاقے کے مستحقین پر خرچ کرے، اس کے بعد اگر بچے تو مرکز یعنی مدینہ کو بھیج دیا جائے۔

سورۃ الاعراف کی مندرجہ بالا آیات کا نزول مکہ کے آخر میں ایام میں ہوا، اور اہل کتاب یہود ونصاریٰ دونوں سے فرمایا گیا کہ تمہاری اپنی دونوں کتب بالترتیب تورات وانجیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے واضح تذکرے موجود ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن پاک کی وحی الٰہی

انبیائے بنی اسرائیل پر نازل ہونے والی وحی الٰہی کا اختتام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت انبیائے بنی اسرائیل کی نبوتوں کی آخری نبوت ہے، نوح علیہ السلام سے لے کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تک ایک ہی تسلسل ہے، اس تسلسل میں پہلی رخنہ اندازی یہود نے کی، جب انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا، دوسری رخنہ اندازی عیسائیوں نے کی کہ انہوں نے اور یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا، ملت ابراہیمی میں اس رخنہ اندازی کو دور کر کے پھر انبیا کے تسلسل میں حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب ایک ہی سلسلے کی ابتدا اور اختتام ہے۔

رومیوں سے مسلمانوں کی مسلح آویزش اور اس کے نتائج کی تفہیم ان پیشگوئیوں کے بغیر ناممکن ہے، کیوں کہ اتنے کم عرصے میں اتنے وسیع علاقے پر رومیوں کے مقابلے میں تعداد میں کم مسلمانوں کی فتح یابی کا اصل سبب یہی یہ تھا کہ رومیوں کے زیر تسلط علاقے کے عیسائی اور یہودی اپنی اپنی کتابوں کی ہدایت کے خلاف مسلمانوں سے کس طرح لڑتے، ایسا کر کے وہ اپنی تورات اور انجیل کی خلاف ورزی اور ان کتب کے انکار کے ملزم ہوتے، چنانچہ یقینی ہے کہ توحید پرست عیسائیوں اور یہودیوں نے رومی حکومت کا ساتھ نہ دیا، یہی نہیں ان تمام علاقوں میں اسلام کے اتنی جلد پھیلنے کا واحد سبب یہی دینی مسئلہ تھا، جس کے لئے عیسائیوں کے ذہنی تیار تھے اور جس ظہور کے منتظر تھے اس کو انہوں نے پالیا۔

بہر حال حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے کی ان فتوحات کے اسی اصل عامل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود ونصاریٰ کی کتب سے ان کا منتظر موعود ہونا، اس کا کچھ تذکرہ اس کے بعد اس عقیدے کے اثرات کا جائزہ لیا جائے گا، تاکہ جس طرح مورخ گبن اس نتیجے پر پہنچے کہ ایرانیوں کے عقیدے میں یہ بات تھی کہ ان کا دینی اور حکومت دونوں ختم ہو جائیں گے، یہی تاثر تورات وانجیل کے بیان کردہ عقیدے سے بھی ظاہر ہوتا ہے، اور یہ بھی کہ یہ عقیدہ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ عہد جدید کی کتابوں میں حضرت عیسیٰ کے ایک حواری Jude کا ایک خط ہے۔ The general Epistle of Jude اس کے شمارہ نمبر ۱۴ کے الفاظ یہ ہیں:

> 14. And Enoch the Seventh form Adam, Prophecised of these, saying, The Lord cometh with ten thousands of his at saints,

> اور حنوک (اخنوخ، ادریس علیہ السلام) جو آدم سے ساتویں ہیں، انہوں نے پیشگوئی کی ہے اور یہ کہا ہے کہ خداوند دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دس ہزار صحابہ کرام کے ساتھ فتح مکہ کے وقت اللہ کے دین کا غلبہ آنے والے زمانے میں پیش آنے والا تھا اور پیش آیا، تورات اور انجیل میں مذکور تمام انبیا میں سے کسی نبی کے دس ہزار ساتھیوں کے ساتھ ظہور کا تذکرہ نہیں ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قول تورات (Old Testameut) میں مذکور ہے:

18. I will raise them up a Prophet from among their brethren like unto thee, and will put my words in his mouth, and he shall speak unto them all that I shall command him (14)

میں ان کے بھائیوں کے درمیان سے تیری طرح ایک نبی برپا کروں گا، اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا، اور جو کچھ اس کو حکم دوں گا وہ ان سے کہے گا۔

یہ بنی اسرائیل سے خطاب ہوا ہے، اس کے بعد فقرہ ۱۸ میں یہی بنی اسرائیل مراد ہیں اور ان سے فرمایا گیا کہ ان کے بھائی (بنی اسماعیل) میں حضرت موسیٰ کی طرح ایک نبی پیدا ہوں گے۔ اللہ اپنا کلام ان کے منہ میں ڈالے گا، اور اللہ جو حکم دے گا وہ وہی کہیں گے۔

اللہ کا کلام وحی الٰہی کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل کیا گیا، پھر آپ کے دہن مبارک سے وحی کے وہ الفاظ ادا ہوئے جو نازل ہوئے تھے۔ ایسا نہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہوا، نہ حضرت عیسیٰ کے ساتھ، اس پیشین گوئی کو صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی الفاظ کی بندش کا خیال رکھتے ہوئے منطبق کیا جاسکتا ہے، کسی دوسرے پر نہیں۔

سب سے اہم بات جو اس پیشین گوئی سے واضح ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آخری نبی ہونے کا دعویٰ نہیں فرمایا بلکہ اپنے بعد آنے والے نبی کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اس فصل کے فقرہ ۱۵ میں بھی فرمایا کہ خداوند خدا تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے بھائیوں میں ہی سے میری مانند ایک نبی تیرے لئے برپا کرے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے وفات سے پہلے اپنی قوم کو وصیتیں کیں اور دعائیں دیں۔

And this is the blessing, where with Moses the man of God blessed the children of Israel before his death. And he said, the Lord Came form Sinai,

And rose from Seir unto them, he shined Forth from Parau, and he cóme with ten thousands of saints, from his right hand went a fiery law for them, (15)

۱۔ یہ وہ برکت اور دعا ہے جو حضرت موسیٰ مرد خدا نے اپنی موت سے پہلے بنی اسرائیل کو دی۔

۲۔اور اس نے کہا، خداوند سینا سے آیا، اور سعیر سے ان پر طلوع ہوا، وہ فاران پر اپنے دس ہزار قدسیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوا، اس کے داہنے ہاتھ میں ان کے لئے آتشی شریعت ہے۔

توراۃ وانجیل میں کسی نبی کے ساتھ دس ہزار قدوسی ہونے کا تذکرہ نہیں ہے، البتہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی فتح کے وقت مکہ کے پہاڑ فاران سے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ ظاہر ہونے کا تذکرہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخ اسلام کے دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر کتاب میں موجود ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قول کتاب مکاشفہ میں درج ہوا ہے، فرماتے ہیں:

I Jesus have sent mine angel to testify unto you these things in the Churches. I am the root and the offspring of David, and the bright, and morning star. (16)

مجھ یسوع نے اپنے فرشتے کو بھیجا تاکہ کلیساؤں میں ان باتوں کی گواہی دے، میں داؤد کی اصل اور نسل اور صبح کا نورانی ستارہ ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام عام طور پر تمثیلات میں گفتگو فرمایا کرتے تھے، تاکہ آپ کے ماننے والے ان کو سمجھ لیں اور منکرین اس سے بے بہرہ رہیں، چنانچہ یہاں بھی ایک تمثیل کے ذریعے خود کو صبح کا روشن ستارہ قرار دے رہے ہیں جو طلوع آفتاب کا نشان ہے اس طرح حضرت عیسیٰ آفتاب رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع دے رہے ہیں۔

آپ کی کتاب کو انجیل کہا گیا ہے، اور انجیل خوشخبری کو کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشخبری دینے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ پہلے ان کے ہم عصر حضرت یحییٰ علیہ السلام تھے، انجیل کے

مطابق وہ بیابان میں رہے اور فرماتے کہ توبہ کرو، خدا کی بادشاہت قریب ہے۔ ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ اس وقت کے بارے میں یوحنا اپنی انجیل میں لکھتے ہیں:

And this is the record of John, when the Jews sent priests and leavies from Jerusalem to ask him who art thou .

یوحنا کا احوال یہ ہے کہ جب یہودیوں نے اپنے علما اور احبار کو یروشلم سے ان کے پاس بھیجا تا کہ ان سے پوچھا جائے کہ آپ کون ہیں؟

And he confessed ancl denied not but confessed, I am not the christ.

اور انہوں نے اقرار کیا اور انکار نہیں کیا بلکہ تسلیم کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔

And they asked him, what Thou art then Art thou Elcas? And he Saith. I am not. Art thou that prophet and he answered no.

اب انہوں نے اس سے پوچھا کہ آپ کیا ہیں؟ کیا آپ ایلیا ہیں، اور اس نے کہا میں ایلیا نہیں ہوں، کیا آپ وہ نبی ہیں؟ اور اس نے جواب دیا نہیں۔

اس تسلسل میں آگے یہی سوال انہوں نے دہرایا کہ جب تم مسیح نہیں ہو، نہ ایلیا ہو نہ وہ نبی ہو تو پھر تم کون ہو۔

اس مکالمے سے واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح تھے، حضرت یحییٰ نے خود آگے فرمایا کہ میں وہ ہوں جس کے بارے میں یسعیاہ نبی نے فرمایا تھا کہ بیابان میں اللہ کی راہ کو ہموار کرو، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کے علاوہ ایک اور ''وہ نبی'' جن کا انتظار یہود کو از روئے تورات تھا۔ اور یہ سوال کرنے والے بنو لاوی حضرت ہارون و حضرت موسیٰ کے اہل خاندان، ہیکل کے مجاور و منتظم، اور فریسی فقہا اور علما تھے۔ الغرض حضرت عیسیٰ مسیح تھے، اور وہ ''وہ نبی'' نہیں تھے، جن کا انتظار باقی تھا۔

اپنے ساتھیوں سے آخری ملاقاتوں میں اسی سلسلے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

But whea the comforter is come, whom I will send unto you from the father, evea the spirit of truth which proceed from the father, he will testify of me (17)

مگر جب وہ تسلی دہندہ آئے گا جس کو میں اپنے باپ کی طرف سے تمہارے پاس

بھیجوں گا، یعنی سچائی کی روح جو باپ سے صادر ہوتا ہے، وہ میری گواہی دے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ باتیں چھ سو سال قبل فرمائیں، آپ کے چھ سو سال کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور اس وقت جب ساری یہودی دنیا کا عقیدہ حضرت عیسیٰ کے بن باپ اور کنواری سے پیدائش کا وجہ سے نہایت برے الفاظ میں حضرت عیسیٰ کو گالی دیتے تھے، یہ صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کے پاکیزہ ہونے اور اللہ کے نبی ہونے کی گواہی دی۔ یہودی مذہب لٹریچر آج تک حضرت عیسیٰ کے خلاف گندہ دہنیوں سے لبریز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے نبی ہونے کا تصدیق فرمائی۔

حضرت عیسیٰ نے اپنے حق میں گواہی دینے والے نبی ﷺ کو سچائی کی روح قرار دیا اور فرمایا کہ وہ اللہ کی طرف سے آتے ہیں، یہ درست ہے کہ حضرت عیسیٰ کے حواریوں نے شروع سے حضرت عیسیٰ کی نبوت کی گواہی دی اور حضور ﷺ کی حضرت عیسیٰ کی تصدیق کی وجہ سے آج دنیا بھر کے مسلمان حضرت عیسیٰ کا وہ اقرار کرتے ہیں جو خود عیسائیوں میں ناپید ہے۔

اسی تسلسل میں حضرت عیسیٰ نے فرمایا:

Neverthelessl tell you the truth. It is expedient for you that I go away, for if is I am not away, the comforter will not come, undo you, but if I depart, I will send (18)
However when he, the Spirit of truth, is come, he will guide you into truth, for he shall not Speak of himself, but whets oever he shall hear, that shall he Speak, and he will show you things to come. (19)
He shall glorify me for he shall receive of mine and shall show it into you. (20)

لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے، کیوں کہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ تسلی دہندہ تمہارے پاس نہ آئے گا، لیکن اگر میں جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ لیکن جب وہ سچائی کی روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا، اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا، بلکہ جو کچھ سنے گا وہی کہے گا، اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا، وہ میری عظمت ظاہر کرے گا،

کیوں کہ مجھ سے حاصل کر کے تم کو سنائے گا۔

حضرت مسیح کے جو الفاظ شاہ جیمس کے حکم کے مطابق علمائے عیسائیت کی ترتیب دی ہوئی بائبل کے عہد نامہ جدید میں آئے ہیں، اس میں حضرت مسیحؑ پوری طرح اپنی نبوت کے کام کا عہد ختم اور آنے والے تسلی دہندہ کے دور کا احوال بیان کر رہے ہیں، اس نجات دہندہ کے آنے کے لئے حضرت عیسیٰ کا جانا ضروری تھا، حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ وہ آنے والا نجات دہندہ سچائی کی روح ہوگا، وہ راہ جنت تم کو دکھائے گا، وہ (اللہ سے) جو کچھ سنے گا وہ تم کو سنائے گا، وہ حضرت مسیح کی عظمت کو ظاہر کرے گا۔

ہم لکھ چکے کہ حضرت مسیح کی عزت وعظمت کو یہودیوں نے داغدار کرنے کی کوشش کی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الٰہی کی رو سے حضرت مسیح کی عظمت قائم کی۔ ظاہر ہے کہ ایسے نجات دہندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد حضرت عیسیٰ کے صحیح ماننے والوں کو اسی نجات دہندہ سے ہدایت حاصل کرنی چاہئے۔

قصہ مختصر تورات اور انجیل کے ماننے والوں میں حضرت عمر کے زمانے کی فتوحات کے وقت تین گروہ قرین قیاس ہیں۔

۱۔ جو اپنی کتابوں کی پیشین گوئی کا مصداق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کر مسلمان ہوئے، ۲۔ جو مسلمان تو نہ ہوئے لیکن رومی حکومت کا ساتھ بھی نہ دیا، ۳۔ جو اپنی ان کتابوں کے مصداق حضور اکرم ﷺ کو نہ مان کر اپنے دین پر قائم رہے، اور رومی حکومت کے حامی رہے۔

اس تقسیم کی رو سے شمالی افریقہ اور شام کی فتوحات کے بعد اسلام لانے والے اور غیر جانبدار رہنے والے مل کر ساتھ دینے والوں سے زیادہ بنتے ہیں، اور اسلام کی فتوحات میں یہ ایک موثر عامل ثابت ہوتا ہے۔

تورات کی کتاب یسعیاہ میں یروشلم سے خطاب ہے، جہاں یسعیاہ نبی سے ۲۶ برس پہلے ہیکل بن چکا تھا۔ فرماتے ہیں:

- The multitude of camels shall cover thee, the dromedaries of Mid-ian and Ephad; all they from Sheba shall come: they shall bring gold and incense; and they shall show forth the praises of the Lord. (21)

اونٹوں کی کثرت تجھے چھپا لے گی، مدیان، عیفہ کے اونٹ وہ سب جو سبا کے

ہیں آئیں گے، وہ سونا اور لوبان لائیں گے، اور اللہ کی تعریف کریں گے۔

All the flecks of Kedar shall be gathered together unto thee, the rams of Nebaioth shall minister unto thee: they shall come up with acceptance on mine altar, and I will glorify the house of my glory. (22)

قیدار (عرب) کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوں گی، نبیط کے مینڈھے، تیری خدمت میں حاضر ہوں گے، وہ میری منظوری کے واسطے میرے مذبح پر چڑھائے جائیں گے، اور میں اپنی شوکت کے گھر کو شوکت وعظمت دوں گا۔

دوسرا نکتہ جو قابل غور ہے وہ یہ ہے یہودی مذہب تبلیغی مذہب ہی نہیں تھا نہ اب ہے، کہ لوگ اس دین میں داخل ہوکر وہاں آئیں، یہ بھی نہیں ہوا۔ اور پیشین گوئی کے سارے الفاظ خانۂ کعبہ پر آج چودہ سو برس پہلے سے اب تک صادق آرہے ہیں، عرب کے وہ سارے قبائل جن کا تذکرہ یسعیاہ نبی نے کیا وہ سب ایمان لائے، حج فرض ہوا اور خانۂ کعبہ کے پاس مقام منیٰ کے مذبح میں آج تک دنیا بھر کے مسلمان ہر سال اللہ کے نام پر قربانیاں کرتے ہیں۔

تورات کی کتاب حجی (Haggai) میں لکھا ہے۔

And I will shake all nations and the desire of all nations shall come: and will fill this house with glory, saith the LORD of hosts, (23)

میں سب قوموں کو ہلا دوں گا، اور ان کی مرغوب چیزیں ہاتھ آئیں گی، اور میں اس گھر کو عظمت وجلال سے بھر دوں گا، رب الافواج فرماتا ہے۔

آگے مزید فرماتا ہے:

The glory of this latter house shall be greater than of the former, saith the LORD of hosts: and in this place will I give peace, saith the LORD of hosts. (24)

اس پچھلے گھر کی عظمت پہلے گھر سے زیادہ ہوگی; رب الافواج فرماتا ہے، اور میں اس مکان میں سلامتی بخشوں گا، رب الافواج کا فرمان ہے۔

مطلب واضح ہے کہ پہلے گھر یروشلم کے بعد دوسرا گھر صرف اور صرف خانہ کعبہ ہے، اور اس

مکان کو رب الافواج نے سلامتی بخشی ہے، وہ بیت الحرام ہے وہاں جنگ حرام ہے، وہاں جانوروں، کیڑوں مکوڑوں کو مارنا حرام ہے، سلامتی کی انتہا ہے، یہ گھر انسانوں سمیت ہر زندہ شے کی سلامتی کی ضمانت دیتا ہے۔

تورات ہی میں ارمیانبی کی کتاب میں مذکور ہے:

At that time they shall call Jerusalem the throne of the LORD: and all the nations shall be gathered unto it, to the name of the LORD, to Jerusalem: neither shall they walk any more after the imagination of their evil heart. (25)

اس وقت یروشلم خداوند خداوند کا تخت کہلائے گا، اور اس یروشلم میں میں ساری قومیں خداوند کے نام پر جمع ہوں گی، اور وہ پھر اپنے برے دل کے تصور کی پیروی نہیں کریں گے۔

یہودیوں کے یروشلم کی تاریخ میں تین مرتبہ تباہی اور یہودیوں کے دیس نکالے کا تو تذکرہ ملتا ہے، لیکن یروشلم میں ساری قوموں کے خداوند کے نام پر جمع ہونے کا کہیں تذکرہ نہیں ہے۔ البتہ نئے یروشلم (خانہ کعبہ) میں جس کا نام بیت اللہ ہے، وہاں ساری مسلم قومیں چودہ سو برس سے آج تک جمع ہو رہی ہیں، یہودی مذہب قومی مذہب ہے تبلیغی مذہب نہیں ہے، اس لئے آج تک ان میں دنیا کی دوسری اقوام کا اجتماع نہیں ہوا۔

تورات کی کتاب یسعیاہ میں ایک مہاجر کی شخصیت کا تذکرہ آیا ہے۔

The inhabitants of the land of Tema brought water to him that was thirsty, they prevented with their bread him that fled.
For they fled from the swords, from their drawn sword, and from the bent bow, and from the grievousness of war.
For thus hath the LORD said unto me, Within a year, according to the year of an hireling, and all the glory of Kedar shall fail:
And the residue of the number of archers, the mighty men of the children of Kedar, shall be diminished: for the LORD god of Israel hath spoken it. (26)

تیما کی سرزمین کے باشندے اس کے لئے پانی لے کر آئے جو بھاگ کر آیا تھا۔ کیونکہ وہ کھینچی ہوئی تلواروں اور خمیدہ کمانوں اور جنگ کی مصیبتوں کے بھاگے تھے، رب الافواج نے مجھ سے کہا کہ بکری کے بچے کے ایک سال کے اندر قیدار کی شوکت ختم ہوجائے گی اور اس کے بچے کچے تیر انداز اور طاقتور لوگ ختم ہوجائیں گے، کیونکہ اسرائیل کے خدا نے یہی فرمایا ہے۔

یسعیاہ نبی کی اس پیشین گوئی کا عنوان ہی ہے عرب کے لئے بار نبوت۔ اور قیدار حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فرزند کا نام کتاب پیدائش میں موجود ہے، اس طرح عربوں کا اقتدار اور ان کی مخالفت ختم ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی میں اسلام کا اقتدار پورے عرب پر قائم ہوا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ کے وقت دس ہزار صحابہ کرام کی موجودگی تمام مذاہب عالم کی مقدس کتب میں موجود ہے۔ چنانچہ انجیل میں مذکور ہے:

And Enoch also, the seventh from Adam, prophecied of these, saying, Behold, the LORD cometh with ten thousands of his saints. (27)

اور حنوک (ادریس علیہ السلام) جو آدم سے ساتویں ہیں، انہوں نے پیشین گوئی کی ہے اور یہ کہا ہے کہ خداوند دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آتا ہے۔

نیز تورات ہی میں دوسرے مقام پر ہے:

And this is the blessing, wherewith Moses the man of God blessed the children of Israel before his death.
And he said, The LORD came from Sinai, and rose up from Seir, unto them; he shined forth from mount Paran, and he came with ten thousands of saints: from his right hand went a fiery law for them, (28)

یہ وہ برکت ہے جو حضرت موسیٰؑ مرد خدا نے اپنی موت سے پہلے بنی اسرائیل کو دی، اور اس نے کہا، خداوند سینا سے آیا، اور سعیر سے ان پر طلوع ہوا، وہ فاران پر اپنے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوا، اس کے داہنے ہاتھ میں ان

کے لئے آتشی شریعت ہے۔

حضرت سلیمان نے بھی دس ہزار میں ممتاز اپنے محبوب نبی کی بشارت دی، فرماتے ہیں:

My beloved is white and ruddy, the chiefest among ten thousand (29)

میرا محبوب سرخ وسفید ہے اور وہ دس ہزار میں ممتاز ہے۔

یہ فتح مکہ کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار صحابہ کرام کی تعداد کی طرف اشارہ ہے۔ اور دس ہزار ساتھی رسول اللہ ﷺ کی واضح پہچان ہے اور حضرت حنوک علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام سب کے ارشادات میں یہ دس ہزار کی پہچان مشترک ہے۔

نبی کریم ﷺ ہندوؤں کی کتب مقدسہ میں

ہندوؤں کی مقدس کتب میں چار وید بنیادی کتب ہیں، ان کے بعد چھ شاستر یعنی قانون اور فقہ کی کتب اور اٹھارہ پران جو تاریخ پر مشتمل کتب ہیں۔

ان بنیادی کتب میں سے اتھر وید بھی ہے جس کو برہما وید کہا گیا ہے۔ برہم ایشور کا نام بھی ہے، اور کسی رشی کا بھی، چنانچہ اسی برہما وید میں برہم رشی کے دولڑکے اتھروا اور انگریسا میں سے برہم نے اتھروا کو ذبح کیا تھا، اس واقعے کی رو سے برہم وید ایشور کے نام سے نہیں، اس کا برہم رشی یعنی ابراہیم علیہ السلام کے نام سے منسوب ہونا زیادہ قابل فہم ہے، کیوں کہ برہما بمعنی ایشور لیا جائے تو اس کے بیٹے اتھروا کی قربانی تسلیم کرنی ہوگی جو خلاف مذہب اور عقل ہے۔ وید میں اس قربانی کو پرش میدھ کہا گیا ہے، اور انسانی قربانی صرف ابراہیم علیہ السلام نے کی، ہندو تاریخ مذہب میں کسی برہما رشی کا تذکرہ نہیں ہے، جس نے اپنے بیٹے کو ذبح کیا ہو، یہ تذکرہ صرف سامی مذاہب عیسائیت یہودیت اور اسلام میں موجود ہے۔ اور برہما رشی سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام لینے سے ہندو مذہب اور تینوں سامی مذاہب کا منبع ایک ہی ثابت ہوتا ہے، اور یہ عالم انسانیت کے اتحاد کے لئے انتہائی ضروری قدم ہے۔

The samhita of the atharva Veda its earthly compilation is ascribed to the descendants of atharvan, the Angirasa and the Bhrgu-s, to whom if was revealed. It is sometimes called Brahma Veda. Probably because it was the

special Veda used by the Brahma the chief priest (30)

سمھتا اتھروید، زمین پر اس کی تدوین اتھرون، انگریسا اور بھر گورشیوں کی نسل کی طرف منسوب کی جاتی ہے جن پر وہ اتاری گئی تھیں، بعض اوقات اس کو برہماوید بھی کہا جاتا ہے، غالباً اس لئے کہ قربانی کے وقت بڑا پنڈت برہما نامی اسے پڑھتا تھا۔

اتھرویدکو برہماوید کہا جانا منڈک اپنشد میں بھی مذکور ہے۔(۳۱)

اتھروید میں ایک طویل فصل (سوکت) ہے جس کے منتروں کو پرش میدھا یعنی انسانی قربانی کہا جاتا ہے، ان منتروں میں اتھروا کے قربان کئے جانے کا تذکرہ ہے،

तद् वा अथर्वणः शिरो देवकोशः समुब्जितः ।
तत् प्राणो अभि रक्षति शिरो अन्नमथो मनः ॥ २७ ॥

اتھروانے اپنا سر اور اپنا دل باہم سی لیا۔ تقدس سے اس کی پیشانی جگمگا رہی تھی۔(۳۲)

मूर्धानमस्य संसीव्याथर्वा हृदयं च यत् ।
मस्तिष्कादूर्ध्वः प्रैरयत् पवमानोधि शीर्षतः ॥ २६ ॥

اتھروا کے سر کی جگہ وہ ہے جہاں فرشتے رہتے ہیں، یہ چاروں طرف سے محفوظ ہے، ارواح، سر اور دل اس کی حفاظت کرتے ہیں۔(۳۳)

ऊर्ध्वो नु सृष्टा ३ स्तिर्यङ् नु सृष्टा ३ः सर्वा दिशः पुरुष आ बभूवाँ ३।
पुरं यो ब्रह्मणो वेद यस्याः पुरुष उच्यते ॥ २८ ॥

اگرچہ کہ وہ اونچا بنا ہے اس کی دیواریں سیدھی لائن میں ہوں یا نہ ہوں، لیکن اس کے تمام اطراف میں خدا نظر آتا ہے، جو خدا کے گھر کو جانتا ہے وہ ایسا اس جو جانتا ہے کہ یہاں اللہ کو یاد کیا جاتا ہے۔(۳۴)

यो वै तां ब्रह्मणो वेदामृतेनावृतां पुरम् ।
तस्मै ब्रह्म च ब्राह्माश्च चक्षुः प्राणं प्रजां ददुः ॥ २९ ॥

جو خدا کے اس مقدس گھر کو جانتا ہے جو زندگی سے بھرپور ہے، اللہ اسے بصیرت

قلبی، زندگی اور اولاد عطا کرتا ہے۔(۳۵)

न वै नं चक्षुर्जहाति न प्राणो जरसः पुरः ।
पुरं यो ब्रह्मणो वेद यस्याः पुरुष उच्यते ॥ ३० ॥

جو خدا کے اس مقدس گھر کو جانتا ہے، روحانیت اور بصیرت قلبی اس سے بڑھاپے سے قبل جدا نہ ہوگی، کیوں کہ خدا اسی گھر میں پکار جاتا ہے۔(۳۶)

अष्टाचक्रा नवद्वारा देवानां पूरयोध्या ।
तस्यां हिरण्ययेः कोशः स्वर्गो ज्योतिषावृतः ॥ ३१ ॥

فرشتوں کا یہ شہر نا قابل فتح ہے، اس کے گرد آٹھ چکر اور نو دروازے ہیں۔ نا قابل فتح، اس میں لازوال زندگی کا خزانہ ہے، اور وہ جنت کی روشنی سے منور ہے۔

اس فرشتوں کی بستی کے آٹھ چکر اور نو دروازے ہیں نا قابل فتح، الربا لازوال زندگی کا خزانہ ہے، اور وہ جنت کی روشنی سے منور ہے۔(۳۷)

مکہ اور خانہ کعبہ تک پہنچنے میں چاروں طرف پہاڑوں کے درمیان سے راستے جاتے ہیں، یہ کل آٹھ پہاڑوں کے درمیان سے نو راستے ہیں، آٹھ پہاڑ یہ ہیں: ۱۔جبل ابوقبیس ۲۔جبل خندمہ ۳۔جبل اذاخر ۴۔جبل قعیقعان ۵۔جبل کعبہ ۶۔جبل عافر (اسے شبیر، عمر، ناقہ اور زنج بھی کہا جاتا ہے) ۷۔جبل اجیاد (اسے جبل قلعہ بھی کہا جاتا ہے) ۸۔جبل مصافی (اس کا شمالی حصہ سبع بنات کہلاتا ہے)

اور ان کے درمیان نو راستے یہ ہیں:

۱۔طریق اجیاد صغیر، جبل ابوقبیس اور سبع بنات کے درمیان،

۲۔طریق بئر بلیلہ، جبل مصافی اور جبل اجیاد کے درمیان، یہی راستہ جبل ثور کو جاتا ہے،

۳۔طریق مسفلہ، جبل اجیاد اور جبل عافر کے درمیان،

۴۔طریق جبل کعبہ، جبل کعبہ اور جبل عافر کے درمیان،

۵۔طریق جدہ شبیکہ اور جرول کی طرف سے جبل کعبہ اور جبل قعیقعان کے درمیان،

۶۔طریق مغربی محلہ عتبہ، جبل الکحل کے شمال میں،

۷۔طریق ربع الکحل، جبل الکحل کے جنوب میں،

۸۔طریقہ اذاخر، جبل اذاخر کے مغرب میں،

۹۔طریقہ محلّہ معاہدہ، جبل خندمہ اور جبل اذاخر شرقی کے درمیان، عہد قدیم سے منیٰ، مزدلفہ اور عرفات آنے جانے کا یہی کاروانی راستہ ہے۔(۳۸)

خانہ کعبہ اور اطراف شہر مکہ کی تفصیل قابل غور ہے، کیونکہ ایسا محل وقوع جس میں آٹھ پہاڑی راستوں کے درمیان نو راستے ہوں، اور انہی کے مطابق خانہ کعبہ کے قدیم دروازے نو ہیں، ایسے محل وقوع اور ایسی علامتوں والے راستوں کا کوئی مقام ہندوستان کی تاریخ میں مذکور نہیں ہے، اور اتھرو وید کی تعریف کے مطابق سو فیصد یقین ہے یہ صرف خانہ کعبہ اور مکہ معظمہ ہی کا بیان ہوسکتا ہے۔

خانہ کعبہ کے حرم کے قدیم دروازے یہ ہیں:

۱۔باب ابراہیم ۲۔باب الوداع ۳۔باب الصفا ۴۔باب علی ۵۔باب عباس

۶۔باب النبی ۷۔باب السلام ۸۔باب الزیارۃ ۹۔باب حرم۔

तस्मिन् हिरण्यये कोशे त्र् यरे त्रिप्रतिष्ठिते ।
तस्मिन् यद यक्षमात्मन्वत् तद् वै ब्रह्मविदो विदुः ॥ ३२ ॥

روح اعلیٰ قابل ستائش یہاں رہتی ہے جو تین ستونوں اور تین شہتیروں پر بنا ہے
اور دائمی زندگی کا مرکز ہے، اللہ والے اسے جانتے ہیں۔ (۳۹)

प्रभ्राजमानां हरिणीं यशसा संपरीवृताम् ।
पुरं हिरण्ययीं ब्रह्मा विवेशापराजिताम् ॥ ३३ ॥

برہمارشی (ابرہیم) نے یہاں آکر قیام کیا، آسمانی روشنی سے جگمگا رہا ہے، اور
خدائی برکتوں سے ڈھکا ہوا ہے، یہ لوگوں کو (روحانی) زندگی دینے والا گھر ہے
اور ناقابل فتح ہے۔(۴۰)

مذکورہ بالا فقروں کے بیان کے مطابق ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں ایسے کسی گھر کا تذکرہ نہیں جس کو برہمارشی نے بنایا ہو، جہاں اتھروا کو ذبح کیا گیا ہو، اس قربانی پر اتھروا اور قربانی کرنے والا برہمارشی دونوں راضی برضا ہوں۔ ایسا گھر جو اونچا تو ہو لیکن اس کی چاروں دیواریں لمبائی میں ایک دوسرے کم ہوں۔ جس کی ایک دیوار کی لمبائی ۲۶ فٹ، دوسری کی ۲۵ فٹ، چوڑائی میں ایک دیوار ۲۲ فٹ دوسری ۲۰ فٹ ہو۔ ایک اللہ کی عبادت کے اس گھر کی ایک علامت اس کا محل وقوع ہے۔

اتھر وید میں نبی کریم ﷺ کے تعریف وتوصیف

اتھر وید میں نراشنس کے نام سے نبی کریم ﷺ کے تعریف وتوصیف موجود ہے۔ چنانچہ اتھر وید کے کنتاپ سوکت کا پہلا منتر یہ ہے:

इदं जना उप श्रुत नराशंस स्तविष्यते ।
षष्टिं सहस्रा नवतिं च कौरम आ रुशमेषु दद्महे ॥ १ ॥

۱۔ اے لوگو سنو! ایک قابل تعریف نراشنس کی تعریف کی جائے گی۔ نراشنس ایک قابل تعریف آدمی اور استوشیاتے کا مطلب اس کی تعریف کی جائے گی، دوسرے الفاظ میں اے لوگو سنو محمد کی تعریف کی جائے گی۔

دوسرے منتر میں

उष्ट्रा यस्य प्रवाहिणो वधूमन्तो द्विर्दश ।
वर्ष्मा रथस्य नि जिहीडते दिव ईषमाणा उपस्पृशः ॥ २ ॥

۲۔ اونٹ سوار نراشنس کا اونٹ سوار ہونا اور مدھومنتو دویردشا بارہ بیویوں والے نراشنس کا تذکرہ ہے۔

ہندو دھرم کے تاریخ پر مبنی اٹھارہ پرانوں میں کسی نراشنس نامی بزرگ کا تذکرہ نہیں ہے، جو اونٹ کو بطور سواری عادتاً استعمال کرتے ہوں اور ان کی بارہ بیویاں ہوں۔

اے لوگو! خطاب عام انسانیت سے ہے، اس لئے پورے عالم انسانیت میں محمد نامی ستودہ صفات اور عادتاً اونٹ کی سواری کرنے والے (چونکہ عرب کے ریگستان کی سواری اونٹ ہی ہے) اور بارہ بیویاں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات ہیں۔

اس منتر کی شرح کرتے ہوئے پنڈت وید پرکاش اپادھیائے نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ اونٹ کی سواری سے یہ اشارہ واضح ہے کہ اونٹوں کی سواری کا جس زمانے میں رواج تھا وہی زمانہ نراشنس کے ظہور کا زمانہ ہے، کیوں کہ ہمارا زمانہ تو موٹر کاروں، ریلوں اور ہوائی جہازوں کا زمانہ ہے، اب ریگستانوں میں بھی اونٹ کی سواری بطور رواج ختم ہو چکی ہے۔

एप ऋषये मामहे शत निष्कान् दश स्रजः ।
त्रीणि शतान्यर्वतां सहस्रा दश गोनाम् ॥ ३ ॥

۳۔ ایک رشی کا مامح کو اللہ نے سو اشرفیاں، دس پھولوں کے ہار، تین سو عربی گھوڑے اور دس ہزار گائیں دیں۔(۴۱)

ہندو دھرم کی تاریخ یعنی اٹھارہ پرانوں میں کسی رشی کا نام مامح نہیں مذکور ہوا، نہ اس مامح رشی کو سو اشرفیاں، دس ہار، تین سو عربی گھوڑے اور دس ہزار گائیں ملنے کا احوال مذکور ہے۔ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ آپ کے ساتھ ہجرت کرتے ہوئے تقریباً سو جاں نثار، دس پھولوں کے ہار آپ کے دس عشرہ مبشرہ، تین سو عربی گھوڑے یعنی عربی گھوڑوں کی طرح وفادار اصحاب بدر اور گائے کی طرح سادھو اور بے ضرر وہ دس ہزار آپ کے ساتھی جو فتح مکہ کے وقت آپ کے ساتھ تھے۔

ان اشیا کی تفصیل کے بعد مامح رشی صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک معلوم ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ کے وقت دس ہزار صحابہ کی موجودگی کوئی تاریخی اتفاق نہیں تھا، یہ توریت، انجیل، زبور اور اتھرو وید سب کا مشترکہ بیان ہے، تورات وانجیل کی بحث میں دس ہزار قدوسیوں کا احوال ہم لکھ آئے ہیں۔

ہندوؤں کی جن مقدس کتب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشین گوئیاں موجود ہیں، ان میں ویدوں میں اتھرو وید، اور پرانوں میں میں بھوشیہ پران، بھاگوت پران اور کلکی پران شامل ہیں۔ جس طرح مہاتما گوتم بدھ نے آخری بدھ کے تشریف لانے کو بیان کیا، اسی طرح ان پُرانوں کے لکھنے والے رشیوں نے بھی آخری اوتار کو کلکی روتار کہا۔ بھاگوت پران میں کہا ہے کہ اوتار کل چوبیس ہیں، ان میں سے سے آخری اوتار کلکی اوتار ہے، اسی کتاب میں دوسری روایت میں دس اوتاروں کا تذکرہ ہے، اور آخری اوتار کلکی اوتار کو قرار دیا ہے(۴۲)

مصنف مذکور نے اسی طرح اوتار کی تعریف اور کلکی اوتار کے ظہور کے وقت کا تعین پرانوں اور وید کی پیشین گوئیوں کی روشنی میں کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ چونکہ کلکی اوتار کو اونٹ اور گھوڑے کی سواری کرنے والا اور تلوار رکھنے والا کہا گیا ہے اس لئے ان کا زمانہ متعین ہو جاتا ہے کہ جس وقت گھوڑے کی سواری اور تلوار کا رواج ہو وہی زمانہ کلکی اوتار کا ہے، اتھرو وید میں کہا گیا ہے کہ تعریف کے قابل رشی کی

سواری اونٹ ہوگی، اس کا مطلب یہ ہوا کہ کلکی اوتار بہت پہلے آ چکے ہیں، اور اب یہی راستہ باقی رہ جاتا ہے کہ ماضی کے زمانے میں ان کو تلاش کیا جائے۔ اسی طرح ان کی تشریف آوری کا ملک اور شہر بھی پیشین گوئیوں میں بیان ہوا ہے، ان کو غیر ملکی باشندہ کہا گیا ہے، جس سے ثابت ہوا کہ وہ ملک ہند میں نہیں آئے۔ (۴۳)

اسی طرح ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ پہاڑوں کے مالک اور ریتلی زمین میں رہنے والے۔ (۴۴) بے شک ملک ہندوستان میں ریتیلے صحرا اور پہاڑی علاقے موجود ہیں لیکن آج تک کی کسی تاریخ کے کسی دور میں ہند کے کسی ریتیلے پہاڑی علاقے میں کلکی اوتار کا ظہور نہیں ہوا۔ البتہ غیر ملک یعنی عرب کے ریتیلے اور پہاڑوں علاقے مکہ معظمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی کا ظہور ہوا۔

اتھر وید میں ایک مرکزی عبارت گاہ کا نراشنس یعنی محمد کے سلسلے میں تذکرہ ہے کہ آٹھ چکروں کے درمیان نو دروازے والا گھر فرشتوں سے محصور ایودھیا ہے۔ (۴۵) دنیا بھر میں صرف مکہ معظمہ ہی ایسا شہر ہے جو پہاڑوں کے آٹھ سلسلوں کے درمیان نو راستوں والا ہے، اور اسے بیت الحرام کہتے ہیں، وہاں جنگ ہی حرام ہے، اس کے علاوہ ایودھیا کا اطلاق اور کسی شہر پر نہیں ہوسکتا۔ اس طرح آخری اوتار کا ملک اور اس کے شہر تک کا تعین ہوگیا ہے۔

اوتار کے معنی اور خصوصیات کو بھی پنڈت وید پرکاش نے مہابھارت کے حوالے سے متعین کیا ہے، بھاگوت پران میں کلکی اوتار کے سلسلے میں آیا ہے

अश्वमाशुगमरुह्य देवदत्त जगत्पति: ।
असिनासधुदमनमष्टैश्वगुणान्वित: ।'

جگت پتی (سرور عالم) آٹھ ربانی صفات سے متصف ہوگا، وہ ایک اڑنے والے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوگا، یہ گھوڑا اس کو فرشتے دیں گے، اور وہ تلوار سے بے دینوں اور ظالموں کو کچلے گا۔ (۴۶)

آٹھ ربانی صفات کی تفصیل:

مہابھارت کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جن آٹھ صفات کا ذکر ہوا، ان کی تفصیل بھی وہیں موجود ہے، جسے ہم قدرے وضاحت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

۱۔ प्रज्ञा پرگیا یعنی غیبی امور پر اطلاع۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہونے سے پہلے سچے خواب آتے تھے جو سپیدی صبح کی طرح سچے ہوتے تھے، یہ پردنا ہے۔

۲۔ कुलीनता, کلینتا یعنی اونچے خاندان سے تعلق۔ نبی کریم مکے کے سب سے انوچے خانان سے تعلق رکھتے تھے۔

۳۔ इन्द्रिय-दमः اندریہ ومن یعنی حواس (نفس) کو قابو میں رکھنا۔ آپ ﷺ کو خواہشات پر مکمل کنٹرول حاصل تھا۔

۴۔ श्रुतिज्ञान, شرونی گنیان یعنی وحی الٰہی کا علم۔ وحی الٰہی سے آپ ﷺ کا تعلق ہمیشہ رہا۔

۵۔ पराक्रम, پراکرم یعنی طاقتور تندرست وتوانا جسم۔ آپ ﷺ صحت مند وتوانا جسم کے مالک تھے۔

۶۔ बहुभाषिता; بھوبھاشتا یعنی کم گوئی آپ صرف ضرورت کے وقت اور مختصر بات فرماتے۔ آپ ﷺ کے ارشادات اور احادیث میں ایجاز واختصار ہے۔

۷۔ दान, دان یعنی سخاوت۔ ماہ رمضان میں آپ ﷺ کی سخاوت یعنی آندھی کی ہوا کی طرح پرواز فیض رسانی فرمایا کرتے تھے۔

۸۔ कृतज्ञता; کرتگتا یعنی دوراندیشی، سیکڑوں واقعات سیرت النبی ﷺ میں ایسے درج ہیں، جن سے آپ کی دوراندیشی اور حکمت پر روشنی پڑتی ہے، خاص طور پر صلح حدیبیہ آپ کی دوراندیشی کا بہتر سال ہے۔

مہابھارت نے یہ آٹھ اوصاف انسان کامل کے گنائے ہیں، اور بیان میں عمومیت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کامل کے یہ اوصاف رہے ہیں، کلکی اوتار سے قبل ہونے والے کامل انسان بھی انہیں اوصاف سے مستفیض تھے۔ اور کلکی اوتار (محمد مصطفیٰ) کی سیرت پاک میں یہ اوصاف پورے کمال کو پہنچے ہوئے نظر آتے ہیں۔

بھاگوت پران نے ان آٹھ اوصاف سے متصف کلکی اوتار کے لئے کہا کہ یہ اوصاف بدکار لوگوں کے ناس (ختم کرنے) کرنے کے کام آئیں گے۔ چاہے ایسے بدکار لوگ کروڑوں ہی کی تعداد میں کیوں نہ ہوں۔

یہ اوصاف بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی صادق آتے ہیں، کیوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی عرب کے بدکاروں، ڈاکوؤں، لیٹروں کو اپنی تعلیمات کے ذریعے ختم کیا، اور ایسا امن و امان و انصاف قائم کیا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک بڑھیا عورت سونا اچھالتی ہوئی پورے ملک میں سفر کرے گی اور اس کو خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اور ایسا عالم آپ کی تعلیمات اور آپ کے خلفائے راشدین کے زمانے میں دنیا نے ایک بار دیکھ لیا ہے اور دوسری بار دیکھنے کی خواہش ہے۔

بدکاروں کو ختم کرنا یہ وصف تو کلکی اوتار کا بھاگوت نے بیان کیا۔ اسی وصف کو بھوشیہ پران میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ جب راجہ بھوج کو مہرشی ویاس نے سنایا تو راجہ بھوج نے اس آنے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اپنے شاگردوں کے ساتھ دنیا میں تشریف لا چکے تھے سلام پیش کیا:

भोजराज उवाच—नमस्ते गिरिजानाथ मरुस्थलनिवासिने ।
त्रिपुरासुरनाशाय बहुमायाप्रवर्त्तिने ॥ ७ ॥

تجھے تعظیم ہو، اے گرجاناتھ (پہاڑی طاقت کے مالک)، اے ریگستان کے رہنے والے، شیطان کو مارنے کے لئے بہت سی قدرت فراہم کرنے والے (۴۷)

ریگستان اور پہاڑوی لوگ بقول اقبال فطرت کے مقاصد کی نگہبانی کرتے ہیں، اور عرب میں آنے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی طاقتیں پہلے ایمان لائیں۔

جس طرح بھاگوت میں کلکی اوتار کی تشریف آوری کا مقصد دنیا سے بدکاروں کا صفایا اور امن و امان اور شرف انسانیت کا قیام ذکر ہوا ہے، اسی طرح بھوشیہ پران کے بیان میں بھی غیر ملکی معلم جن کا نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیان ہوا، ان کا بھی مقصد دنیا سے شیطان اور اس کے بدکاروں کا خاتمہ ہی بیان ہوا ہے۔

بھاگوت میں اٹھارہ پرانوں کے نام درج ہیں، ان میں بھوشیہ پران کا نام بھی شامل ہے، چونکہ بھاگوت میں مہاتما گوتم بدھ کو نواں اوتار اور کلکی اوتار کو دسواں اوتار کہا گیا ہے اس سے زمانی طور پر بھاگوت گوتم بدھ کے بعد بوشیہ پران کے بعد کے زمانے کی ثابت ہوتی ہے۔ (۴۸)

کلکی اوتار کے والد اور والدہ کا نام کلکی پران میں آیا ہے:

'सुमत्यां विष्णुयशसा गर्भमाधत्त वैष्णवम्'
कल्कि पुराण, अध्याय २, श्लोक ११

سومتی اور وشنو یش سے کلکی اوتار پیدا ہوں گے۔ (۴۹)

اسی کلکی پران میں کہا گیا ہے:

भागवत पु० १२. २. १८,

'शम्भले विष्णुयशसो गृहे प्रादुर्भवाम्यहम्' ।

कल्कि० अध्याय २, श्लोक ४

کلکی اوتار شنبل گرام میں ویشنویش کے یہاں برہمن سردار کے گھر پیدا ہوں گے۔(۵۰)

اسی بات کو بھاگوت پران میں بھی کہا گیا ہے:

'शम्भलग्राममुख्यस्य ब्राह्मणस्य महात्मनः ।

भवने विष्णुयशसः कल्किः प्रादुर्भविष्यति ।।

شنبل گرام میں برہمن سرداراور مہاتماویشنویش سے کلکی اوتار پیدا ہوں گے(۵۱)

وشنو ہندو دھرم میں اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔اور یش غلام،اس طرح وشنویش عبداللہ اور سومتی پاکباز،امانت دار عورت آمنہ ٹھہریں۔

کلکی اوتار کے ظہور کے وقت کے تعین میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ اس کی آمد کا زمانہ گزر چکا،اور ہندوستان کے شنبھل گرام (مراد آباد) میں کسی برہمن سردار کا نام وشنویش اوران کی زوجہ محترمہ کا نام سومتی ہونا اوران کے فرزند کو کلکی اوتار کہا جانا،کسی تاریخ میں مذکور نہیں ہے اس لئے یہ مقام صرف مکہ معظمہ ٹھہرا، جہاں حضرت عبداللہ مقامی سردار کے صاحبزادے تھے،اور آپ کی زوجہ حضرت آمنہ تھیں،ان کہ ہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔کلکی پران اور بھاگوت میں کلکی اوتار کا نام نہیں بتایا گیا،یہ کام بھوشیہ پران میں ہوا،چنانچہ اس میں ہے کہ مہرشی ویاس نے راجہ بھوج سے کہا:

एतस्मिन्नन्तरे म्लेच्छ आचार्य्येण समन्वितः ।

महामद इति ख्यातः शिष्यशाखासमन्वितः ।। ५ ।।

ایک اجنبی ملک یازبان کا روحانی معلم اپنے شاگردوں (صحابہ) کے ساتھ آئے گا جو محمد کے نام سے معروف ہوگا۔(۵۲)

وید ویاس کے اس قول سے صرف یہ ثابت ہوا کہ آنے والے محمد ہندوستان میں نہیں، ہندوستان کے علاوہ کسی ملک میں آئے،دوسری طرف ویاس جی نے اس ملک کی نشان کردی،اور آنے

والے معلم کا نام محمد (جن سے وہ مشہور ہیں) بتایا، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہندوستان میں کسی معلم محمد نامی نے کلکی اوتار کے ظہور کے زمانے میں ظہور نہیں کیا۔

مذاہب عالم میں سے صرف ہندو دھرم کے بھوشیہ پران اور حضرت سلیمان کی کتاب کے عبرانی الفاظ میں لفظ محمد آیا ہے، اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نام ہے۔

کلکی اوتار کے وطن کے بارے میں بھاگوت اور کلکی پران میں شنبل گرام بتایا ہے، اس سلسلے میں اتھروید میں ایک سوکت (فصل) کا عنوان ہے، پرش میدھ، یعنی انسانی قربانی، اور قربانی کے موقع پر یہ وید منتر پڑھے جاتے ہیں۔ اس سوکت کے ایک منتر میں کہا گیا ہے:

प्रभ्राजमानां हरिणीं यशसा संपरीवृताम् ।
पुरं हिरण्ययीं ब्रह्मा विवेशापराजिताम् ॥ ३३

روشن آسمانی برکات سے گھری ہوئی بستی میں جو زندگی بخش اور ناقابل فتح ہے، ابراہیم نے آکر قیام کیا۔ (۵۳)

قرآن کریم میں ارشاد الٰہی ہے:

رَبَّنَآ اِنِّیۡٓ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ ○ (۵۴)

اے ہمارے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد کو تیرے معزز گھر کے قریب ایک ایسی وادی (میدان) میں آباد کیا ہے جہاں کھیتی (تک) نہیں، اے ہمارے رب! یہ اس لئے تاکہ یہ لوگ نماز قائم کریں، سوتو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے اوران کو پھلوں کی روزی دے تاکہ وہ شکر کیا کریں۔

اس رشی ابراہیم کے صاحبزادے اتھروا کے سلسلے میں اتھروید میں کہا گیا:

اتھروا نے اپنے سر اور دل کو باہم سی لیا، پاکیزگی موج زن تھی اس کے دماغ کی بلندیوں پر، یعنی اپنے دل کو اتھروا نے سر دینے پر راضی کرلیا۔ (۵۵)

قرآن کریم میں ارشاد الٰہی ہے:

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ O وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ O قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْ
يَا ج اِنَّ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ O (۵۶)

جب دونوں باپ بیٹا ہمارے حکم کو مان گئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل ذبح کرنے کے لئے لٹا دیا، تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، بے شک ہم نیکو کاروں کو اس طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ بدھ مت کی کتب مقدسہ میں

ابتدائی مضمون میں جس طرح مورخین نے اریپوں میں آنے والے نبی اور مذہب کا تذکرہ کیا ہے، بالکل وہی کیفیت بدھ مذہب میں پائی جاتی ہے، اور گوتم بدھ نے بھی آخری بدھ (اوتار) کے آنے کا تذکرہ کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی نے اپنے آخری نبی ہونے کا دعویٰ نہیں فرمایا، یہ کیوں کہ الٰہی منصوبہ تھا جس کی تکمیل سارے انبیاء کی ذمے داری تھی، چنانچہ ہر نبی نے اپنی قوم کو آنے والے آخری نبی کی بشارت دی۔

مہاتما گوتم بدھ نے بھی مذکورہ بالا الٰہی منصوبے کے مطابق خود کو آخری بدھ قرار نہیں دیا، بلکہ آخری بدھ کی آمد آمد کی بشارت دی۔ اور اس بشارت کی روایت مہاتما بدھ کے دو شاگردوں سے ہوئی ہے، ایک سری پت اور دوسرے آنند، اول الذکر کی روایت کا موقع مہاتما گوتم بدھ کے کپل وستو میں برگد کے درختوں کے جھنڈ میں بیان ہوا ہے، اور ثانی الذکر آنند کا موقع مہاتما گوتم بدھ کی وفات کے وقت کا ہے، اس طرح یہ روایت متواتر کی حیثیت رکھتی ہے۔

اول الذکر کی روایت: جرنل آف دی پالی ٹیکسٹ بک سوسائٹی/مطبوعہ ۱۸۸۶ء کے صفحہ ۳۳ پر اناگت ونشا میں ایک عنوان یہ ہے History of future events :

Hail to that Blessed one, that saint and supreme Buddha, thus have I heard on a certain occasion. The Blessed one was dwelling at Kapilavastu in a banyan grove on the banks of the Rohani River. Then the

revered one sariputta questioned the Blessed one concerning the future conqueror. The hero that shall follow you as the Buddha, of what sort is he. The account in full I fain would learn. Declare to me. Thou seeing one. When he had heard the elder's speech. The Blessed vouchsafed reply: I will tell it thee. Sariputta; pray lend your ears for I will speak. Our cycle is a happy one. Three leaders have already lived: Kaku-Sandha. Konagamana, and eke the leader kasapa. The Buddha supreme am I, but after me Metteya comes, while still this happy cycle lasts.

Before its tale of years shall lapse comes this Buddha then Metteya called supreme and of all men the chief. (57)

اس مبارک کے لئے تعظیم اس مہاتما اور بدھ عظیم کے لئے، میں نے ایک دفعہ یوں سنا مبارک بدھ کپل دستو میں درخت بڑ کے جوف کے اندر دریائے روہنی کے کنارے مقیم تھا۔ اس وقت اس کے (شاگرد اعظم) معزز سری پت نے مبارک بدھ سے آئندہ کے فاتح کے متعلق پوچھا، وہ مرد مصطفیٰ جو تمہارے بعد بدھ ہو کر آتا ہے اس کے ممتاز خط و خال کیا ہیں۔ میں اس کے پورے پورے حالات کامل سرور کے ساتھ معلوم کروں گا، اے دانا و بینا وہ آپ مجھے بتائیے۔ جب بدھ نے شاگرد اعظم کے کلام کو سنا تو مبارک بدھ نے تعظیماً جواب دیا، اے سری پت میں تمہیں بتاتا ہوں مہربانی کر کے آپ متوجہ ہو کر میری بات سنئے۔ ہمارا دور مسرت کا دور ہے، تین رہ نما اس وقت زندہ ہیں۔ ککوسندھ، کونوگمن اور کسپھ رہنمائے اعظم۔ میں بدھ اعلیٰ ہوں، مگر میرے بعد میتیا آتا ہے، اس وقت تک یہ مسرت کا دور رہے گا۔ اس سے پیشتر کہ اس دور کا خاتمہ ہو یہ بدھ اس کے بعد میتیائے اعظم سرور عالم ہے۔

دوسری روایت مہاتما گوتم بدھ کے شاگرد اور خادم آنند سے آئی ہے، جو ان کی وفات کے

وقت ان کے پاس موجود تھے۔

بدھوں کی مشہور کتاب مہاپری نبھان ستاMaha pri nabhan suitaاور جینی بدھوں کی سنکرت کتاب کے حوالے سے، ٹی ڈبلیو، رائس، ڈیوڈز نے لکھا ہے کہ مبارک بدھ نے اپنے ساتھیوں بھائیوں کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ ملاقوم کے برگد کی کتب کی طرف قدم بڑھایا، جو کوشی نگر کے میدان میں ہرنیہ ولی کے پارتھی جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے آنند سے کہا میرے لئے بستر مہیا کرو، اس کا سرہانہ شمال کے دو برگد کے درختوں کے درمیان ہو، آنند مجھ پر ضعف طاری ہے اور میں لیٹنا چاہتا ہوں۔

> بستر پر لیٹ کر مہاتما بدھ نے آنند کو بلایا اور اس کو ایک طویل نصیحت فرمائی، آنند نے اپنے آنسو ضبط کر کے پوچھا کہ جب آپ وفات پا جائیں گے تو ہمیں کون تعلیم دے گا، اس پر بدھ نے فرمایا، اس دنیا میں صرف میں ہی بدھ ہو کر نہیں آیا، نہ میں آخری بدھ ہوں، وقت مقررہ پر دوسرا بدھ آئے گا، صاحب حکمت، اسرار کائنات کا عالم، انسانوں کا بے نظیر ہادی اور معلم، پاکیزہ زندگی ہوگی، اس کے شاگرد ہزاروں کی تعداد ہوں گے، جب کہ میرے شاگرد سینکڑوں میں ہیں۔(۵۸)

قصہ مختصر یہ کہ مہاتما گوتم بدھ نے آخری بدھ کی آمد کی بشارت سنائی۔ اور مہاتما بدھ کے بعد صرف اور صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے اپنی وحی میں خاتم النبین یعنی آخری نبی قرار دیا۔

پہلے اسلام کو بدھ مذہب کے ماننے والوں کے علاقوں میں سیاسی فتوحات حاصل ہوئیں، اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آخری بدھ کو ماننے والوں کو مہاتما بدھ کے عقیدت مندوں میں پذیرائی ملی، اس کی واحد بنیاد آخری بدھ والی مہاتما بدھ کی روایات ہی ہوسکتی ہیں، اس کے ساتھ ہی اسلام میں مساوات کا جو عمل مظاہرہ ہوا یہ عمل بدھ مذہب والوں کی اپنی دینی تعلیمات کے مطابق تھا، اس لئے بدھ آبادی نے بتدریج اسلام کو قبول کرلیا۔

ہندستان میں اسلام کی آمد سے قبل برہمنیت غالب آچکی تھی اور شنکراچاریہ نے دکن سے شمالی ہند تک دورے سے اپنی تقریروں سے اس مذہب کو عوام میں غیر مقبول اور برہمنیت کو مقبول بنایا، اسلام کے آمد کے وقت بدھ گیا تک اور ملنداا ور ٹیکسلا بوہ مذہب کی یونیورسٹیوں کے مقام برہمن ہندو دھرم کے ماتحت جا چکے تھے اور بدھ مت کا ہندوستان سے دیس نکالا ہو چکا تھا، سندھ میں بدھ مذہب والے شودر اچھوت کا درجہ رکھتے تھے، محمد بن قاسم کی آمد ان کے لئے رحمت ثابت ہوئی۔

مہاتما گوتم بدھ سے یہی روایت ان کے پانچ سو سال بعد لکھی جانے والی کتاب ملنڈا پرشنیہ Mallinda Prashnya یعنی راجہ ملنڈا کے سوالات جو انہوں نے مشہور بدھ مبلغ ناگ سین سے کئے اور موصوف نے ان کے جوابات دیئے، پروفیسر ٹی ڈبلیو رائس ڈیوڈ نے اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کیا، اس میں یہ عبارت ہے:

Venerable Nagasene it was said by the Blessed one. Now the Tathagata thinks not Ananda, or that the order is dependant upon him. But on the other hand, when describing the virtues and nature of Maitreya, the blessed one, said thus:
He will be the leader of a brotherhood several thousands in number as I am now the leader of brotherhood several hundred in number." (Isis unveiled.) (59)

معزم ناگ سین! مبارک بدھ سے یہ مذکور ہے، اے انند تتھا گتا یہ خیال نہیں کرتا کہ صرف وہی اس اخوت کی رہنمائی کرے گا، یا جماعت کا انحصار اسی پر ہے۔ بلکہ اس کے برعکس مبارک بدھ نے میتر یا کی صفات اور عادات کی تفصیل کرتے ہوئے کہا ''وہ ایک جماعت کا رہنما ہوگا، جس کا شمار ہزاروں میں ہوگا، جیسا کہ میں اب سینکڑوں کی جماعت کا رہنما ہوں''۔

بدھ مت کی کتب مقدسہ جلد ۵، ص ۷۳ پر اسی روایت کا تواتر ملتا ہے، کہا گیا ہے

At that period brethren there will arise in the world an Exalted one named Metteya Arahant, completely awakened abounding in wisdom and goodness, happy with knowledge of the worlds Unsurpassed as a guide to mortals willing to be led, a teacher for gods and the men, an Exalted one a Buddha even as I am now. He by himself will thoroughly know and see as if were face to face, this universe, with its words of spirits, it's Brahmins and its mares And its world of recluses and Brahmins, of princes even as I

know by myself thoroughly know and see them the truth lovely in its consummation, will be proclaimed both in the spirit and the letter the higher life will be made known in all its fullness and in all its purity, even as I do now. He will be accompanied by a congregation of some thousand of brothering even as I am now accompanied by a congregated of some hundreds of brethren.(60)

بھائیو! اس وقت دنیا میں ایک برگزیدہ ہستی مبعوث ہوگی، جن کا نام برگزیدہ میتیا ہوگا، مکمل بیدار، حکمت اور اچھائی سے بھرپور، دونوں جہانوں کے علم سے مسرور، بحثیت رہنما سب سے اعلیٰ، ایسے فانی انسانوں کے لئے جو ہدایت چاہتے ہیں، ایک معلم دیوتاؤں اور انسانوں کے لئے، ایک بدھ اعظم جیسا میں اس وقت ہوں، وہ خود کامل طور پر جانے گا اور دیکھے گا گویا کہ یہ کائنات اس کے روبرو اپنی ساری ارواح، عرفا، جن و شیاطین، برہمنوں، کشتریوں، ویشوں (علما، اہل سیاست اور کاروباری لوگوں) کے ساتھ موجود ہے، جیسا میں کہ میں اب ہوں، اسی طرح وہ بھی تفصیل سے سب کو جانے گا، اور سچائی اپنے اطلاق میں حسین ہے، اس کا دعویٰ کیا جائے گا، یہ دعویٰ روح اور الفاظ دونوں کے ساتھ ہوگا، اعلیٰ زندگی کو اس کی پاکیزگی اور تکمیل کے ساتھ ظاہر کی جائے گی، جیسا کہ میں اب ظاہر کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہزاروں صحابہ کی جماعت ہوگی جیسا کہ میرے ساتھ چندسو کی جماعت ہے۔

یہ پیشن گوئی چند الفاظ کے رود بدل کے ساتھ بدھ مذہب کی تمام شاخوں کی متفرق کتب مقدسہ میں درج ہے۔

سر چارلس ایلیٹ جو جاپان میں برطانیہ کے سفیر تھے، اپنی کتاب جاپانی بدھ ازم میں لکھتے ہیں:

The Maitreya is of special importance for the history of doctrines for it connect the older and the newer of the nature of a Bodhistava

He is mentioned, in the pail text with

few details. All branches of Buddhism recognized him and he is mentioned frequenly in the later pail literature and in sueh Sanskrit Buddhist texts as the Lalit Vistara and Mahavaster. (61)

بدھ عقائد کی تاریخ میں میتر یا کی عظمت خصوصی اہمیت حامل ہے، کیونکہ وہ بدھوں کے قدیم اور جدید عقائد کو ایک دوسرے سے ملتی ہے، میتر یا کا ذکر پالی صحیفوں میں موجود ہے گو تفصیلات بہت کم ہیں۔ بدھ مذہب کے تمام فرقے میتر یا کی آمد کی تصدیق کرتے ہیں، اور اس کا تذکرہ بعد کی پالی تصنیفات اور سنسکرت کتب للت، وستار اور مہاوستو وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

مہاتما گوتم بدھ کی تعلیمات اور اسلام کے درمیان مماثلت بھی قابل غور ہے، مثال کے طور پر:

۱۔ مہاتما گوتم بدھ نے نہ اپنی پوجا کی تعلیم دی، اور نہ کسی اور کے بت کی پوجا کی، اسلام بھی بت پرستی کو مٹاتا ہے، اس لئے مہاتما گوتم بدھ کے بت کی پوجا کو مٹنا چاہئے تھا اور وہ مٹی۔

۲۔ مہاراجہ اشوک کے سنگی کتبوں میں گوتم بدھ کے بت موجود نہیں ہیں، اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس وقت تک مہاتما گوتم بدھ کے بت نہیں بنے تھے۔

۳۔ مہاتما گوتم بدھ نے ہند درھرم کی ذات پات اور خصوصاً شودروں اچھوتوں کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کی عملاً مخالفت کی، ان کے سنگھ میں شودر بھی شامل تھے، اور وہ اور ان کے بھکشو شودروں کے ہاں سے بھی خیرات وصول کرتے اور کھایا کرتے تھے، اس طرح عملاً وہ اچھوتوں کو اپنے برابر سمجھتے تھے۔

اسلام نے انسانی برادری میں مساوات قائم کی، اس مساوات نے بدھ مذہب والوں کو اسلام قبول کرنے میں بڑا کردار ادا کیا، مسلمانوں نے محمد بن قاسمؒ کے زمانے میں سندھ کے برہمنی راجہ کے شودروں کے ساتھ غیر انسانی برتاؤ کو ختم کیا، اور یہی بدھ جو شودروں میں داخل کر دیئے گئے تھے، اسلام میں داخل ہو کر مہاتما بدھ کی مساوات کے عمل میں شامل ہو گئے۔

طاقت کے جبر سے پھیلنے والے مذاہب

ابتدا میں ہم گبن کے حوالے سے لکھ چکے ہیں کہ ایرانیوں کی عدم مزاحمت کا سبب ان کے مذہب کی وہ پیشین گوئیاں تھیں جن میں عرب میں آخری نبی کی آمد کی بشارت تھی۔ اس طرح یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ اسلام کی اشاعت کا اصل سبب جبر اور تلوار نہیں بلکہ دیگر مذاہب کی کتب مقدسہ میں پائی جانے والی نبی کریم ﷺ کی آمد کی پیشین گوئیاں تھیں۔ جن کی بنا پر تمام اقوام بغیر کسی مزاحمت کے اسلام اور مسلمانوں کو قبول کرتی چلی گئیں۔ اس کے برعکس دیگر تمام مذاہب بلا استثنا جبر سے پھیلے۔ ذیل میں اسی کا جائزہ لیا گیا ہے۔

یہودیت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے بنی اسرائیل کو لے کر چلے، آپ کا پیچھا کرنے والا فرعون سمندر میں غرق ہوا، آپ بنی اسرائیل کے ساتھ وادی سینا میں مقیم رہے، آپ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین یوشع بن نون نے ملک کنعان فتح کیا، جو خدا نے بنی اسرائیل کو دینے کا وعدہ کیا تھا، عہد نامہ قدیم کی کتاب یوشع اسی تذکرے پر مبنی اور ۲۴ ابواب پر مشتمل ہے۔

۱۔ اور انہوں نے شہر کو لے لیا اور سب کو جو شہر میں تھے مرد و زن، بچے اور بوڑھے، اور بیل اور بھیڑیں اور گدھے سب کو تلوار کی دھار سے قتل کر دیا۔ (۶۲)

۲۔ اور شہر کو بمعہ سب کچھ کہ جو اس کے اندر تھا آگ سے جلایا، لیکن سونا اور چاندی اور پیتل اور لوہے کے برتن خداوند کے گھر سے خزانے میں جمع کئے۔ (۶۳)

۳۔ اور یوشع نے راحاب فاحشہ اور اس کے باپ کے گھرانے اور اس کے تمام رشتہ داروں کی جان بخشی کی اور وہ بنی اسرائیل کے درمیان آج کے دن تک رہی، کیوں کہ اس نے ان قاصدوں کو جنہیں یوشع نے ریحو کی جاسوسی کرنے کو بھیجا چھپایا تھا اور اس وقت یوشع نے بددعا دے کر کہا۔ (۶۴)

۴۔ اور جب اس نے ہاتھ بڑھایا تو کمین گاہ کے لوگ جلدی کر کے اپنی جگہوں سے نکلے اور شہر پر آپڑے اور اس کو لے لیا، اور جلدی کر کے شہر کو آگ لگا دی۔ (۶۵)

۵۔ پس جب عی کے لوگوں نے پیچھے پھر کر نگاہ کی تو دیکھا کہ شہر سے آسمان تک دھواں اُٹھ رہا ہے، تب ان کو ادھر ادھر بھاگنے کا رستہ نہ رہا، کیوں کہ وہ لوگ جو بیابان کی طرف پیچھے ہٹے تھے، اپنے تعاقب کرنے والوں پر لوٹ کر پڑے۔(۶۶)

۶۔ اور جب یوشع نے اور سارے اسرائیل نے دیکھا کہ کمین گاہ والوں نے شہر کو لے لیا، اور شہر میں سے دھواں بلند ہوا تو انہوں نے پلٹ کے عی کے لوگوں کو قتل کیا۔(۶۷)

۷۔ اور کمین گاہ والے ان کے مقابلے کو شہر سے نکلے تو وہ لوگ اسرائیل کے بیچ میں آگئے، یہ اس طرف اور وہ اس طرف، اور انہوں نے ان کو مارا، یہاں تک کہ انہوں نے ان میں سے کسی کو نہ چھوڑا اور نہ کسی کو بھاگنے دیا۔(۶۸)

۸۔ اور انہوں نے عی کے بادشاہ کو زندہ پکڑا اور اسے یوشع کے پاس لائے۔(۶۹)

۹۔ اور جب بنی اسرائیل عی کے سب رہنے والوں کو میدان اور بیابان میں قتل کر چکے، جہاں انہوں نے ان کا تعاقب کیا تھا اور وہ سب تلوار کی دھار سے مارے گئے تو سارے بنی اسرائیل عی کی طرف پھرے اور اس کو تلوار کی دھار سے مارا۔(۷۰)

۱۰۔ اور سب مرد وزن جو اس دن مارے گئے بارہ ہزار تھے وہ سب عی کے رہنے والے تھے،(۷۱)

۱۱۔ اور یوشع نے اپنا ہاتھ جس سے نیزہ آگے بڑھایا ہوا تھا پیچھے نہ کھینچا، جب تک کہ عی کے سب رہنے والے قتل نہ کئے گئے۔(۷۲)

۱۲۔ لیکن چوپایوں اور اس شہر کے اسباب کو بنی اسرائیل نے اپنے لئے لوٹ لیا، خداوند کے حکم کے مطابق جو اس نے یوشع کو فرمایا تھا۔(۷۳)

۱۳۔ اور یوشع نے عی کو جلا دیا، اور ہمیشہ کے لیے راکھ کا ٹیلا کر دیا، کہ وہ آج کے دن تک ویرانہ ہے۔(۷۴)

۱۴۔ اور اس نے عی کے بادشاہ کو پھانسی پر شام تک لٹکا رکھا اور سورج ڈوبنے کے قریب یوشع نے حکم دیا، تو انہوں نے اس کی لاش پھانسی سے اتاری اور شہر کے مدخل کے پاس پھینک دی اور اس پر انہوں نے پتھروں کا ایک بڑا ڈھیر لگا دیا، جو آج کے دن تک ہے۔(۷۵)

۱۵۔ اور یوشع ان پر ناگہاں جا پہنچا، کیونکہ وہ جلجال سے ساری رات چلتا رہا، اور خداوند نے ان کو اسرائیل کے سامنے سے شکست دی، اور اس نے ان کو بڑی خون ریزی سے جبعون میں قتل

کیا۔اور بیت حورون کی چڑھائی کی راہ میں ان کا تعاقب کیا اور عزیقہ اور مقیدہ تک انہیں مارا۔(۷۶)

۱۶۔ اور جب وہ اسرائیل کے سامنے سے بھاگے اور بیت حورون کی اترائی پر تھے تو خداوند نے ان پر بڑے بڑے پتھر آسمان سے عزیقہ تک گرائے،تو وہ ہلاک ہوئے،اور وہ جو اولوں سے ہلاک ہوئے،ان سے بھی زیادہ تھے،جو بنی اسرائیل کی تلوار سے قتل ہوئے تھے۔(۷۷)

۱۷۔ اور یوشع کو خبر پہنچی کہ وہ پانچوں بادشاہ مقیدہ کی ایک غار میں جمع ہیں،اور جب یوشع اور بنی اسرائیل نے بڑی خون ریزی کے ساتھ ان کے قتل کرنے کا کام انجام کیا یہاں تک کہ وہ فنا ہوگئے۔(۷۸)

۱۸۔ پھر یوشع اور اس کے ہمراہ تمام اسرائیل لبنہ سے لاکیش کو گئے،اور وہاں ڈیرا کیا اور اس سے لڑائی کی۔(۷۹)

۱۹۔ تو خداوند نے لاکیش کو اسرائیل کے ہاتھ میں دے دیا،تو دوسرے انہوں نے اس پر فتح پائی،اور اس کو تلوار کی دھار سے مارا،اور وہاں کے سب رہنے والوں کو قتل کیا،جیسا کہ اس نے لبنہ سے کیا تھا،(۸۰)

۲۰۔ اس وقت جازر کا بادشاہ ہورام لاکیش کی مدد کو چڑھ آیا تو اس کو اور اس کے لوگوں کو بھی یوشع نے مارا،یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔(۸۱)

۲۱۔ پھر یوشع اور اس کے ہمراہ تمام اسرائیل لاکیش سے عجلون کو گئے،اور اس کا محاصرہ کیا اور اس سے جنگ کی۔(۸۲)

۲۲۔ اور اسی دن اسے لے لیا۔اور تلوار کی دھار سے اس کو مارا،اور وہاں کے سب لوگوں کو اسی دن قتل کیا،عین جیسا کہ اس نے لاکیش سے کیا تھا۔(۸۳)

۲۳۔ پھر یوشع اور اس کے ہمراہ تمام اسرائیل عجلون سے جرون کو چڑھے،اور اس سے لڑائی کی۔(۸۴)

۲۴۔ اور اسے لے لیا،اور اس کو اور اس کے بادشاہ اور اس کے شہروں اور ان کے رہنے والوں کو تلوار کی دھار سے مارا،ان میں سے کوئی باقی نہ رہا جیسا کہ اس نے عجلون سے کیا تھا،اور اس نے اس کو اور سب ذی روحوں کو جو اس میں تھے قتل کیا۔(۸۵)

۲۵۔ اور یوشع اور اس کے ساتھ تمام اسرائیل دبیر کی طرف لوٹے، اور اس سے لڑائی کی۔(۸۶)

۲۶۔ اور اس کو اور اس کے بادشاہ اور اس کے سب شہروں کو لے لیا، اور تلوار کی دھار سے ان کو مارا، اور بس ذی روحوں کو قتل کیا اور کسی کو باقی نہ چھوڑا، جیسا کہ حبرون سے کیا تھا، ویسا ہی دبیر اور اس کے بادشاہ سے کیا اور جیسا کہ لبنہ اور اس کے بادشاہ سے کیا تھا۔(۸۷)

۲۷۔ اور یوشع نے سارے کوہستان اور نجبہ اور شفیلہ اور ڈھلوانوں کے علاقوں کو اور ان کے بادشاہوں کو مارا، اور کسی کو باقی نہ چھوڑا، بلکہ جیسا خداوند اسرائیل کے خدا نے حکم کیا تھا، ہر ایک سانس لینے والے کو قتل کیا۔(۸۸)

۲۸۔ اور یوشع نے ان کو قادیس برنیع سے لے کر غزہ تک بمعہ تمام جوشن کی سرزمین کے جبعون تک مارا۔(۸۹)

۲۹۔ اور یوشع بمعہ اپنے سب جنگی مردوں کے ان کے خلاف بحیرہ میرِدم پر ناگہاں آیا اور ان پر حملہ کیا۔(۹۰)

۳۰۔ تو خدا نے ان کو اسرائیل کے ہاتھوں میں کر دیا، تو انہوں نے ان کو مارا، اور صیدونِ کبرا اور مسرفوت مہنم اور مصفے کی وادی تک شرق کی طرف ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔(۹۱)

۳۱۔ اور یوشع اسی وقت لوٹا اور حاصور کو لے لیا۔ اور اس کے بادشاہ کو تلوار سے قتل کیا کیوں کہ حاصور قدیم سے ان سب مملکتوں کا سردار تھا۔(۹۲)

۳۲۔ اور وہاں کے سب ذی روحوں کو تلوار کی دھار سے مارا، ان کو قتل کیا اور کوئی سانس لینے والا باقی نہ رہا، اور حاصور کو آگ سے جلا دیا۔(۹۳)

۳۳۔ اور یوشع نے ان بادشاہوں کے تمام شہروں کو بمعہ ان کے بادشاہوں کے قبضے میں کر لیا، اور ان کو تلوار کی دھار سے مارا اور قتل کیا۔ جیسا کہ خداوند کے بندے موسیٰ نے کہا تھا،(۹۴)

۳۴۔ لیکن جو شہر پہاڑیوں پر واقع تھے، ان کو اسرائیل نے آگ سے نہ جلایا، سوائے اکیلے حاصور کے جس کو یوشع نے جلا دیا تھا۔(۹۵)

۳۵۔ اور ان شہروں کی ساری غنیمت اور ان کے چوپایوں کو بنی اسرائیل نے اپنے لئے لوٹ لیا، لیکن آدمی جو تھے ان سب کو تلوار کی دھار سے مارا، یہاں تک کہ ان کو نابود کیا، اور کوئی سانس

لینے والا باقی نہ چھوڑا۔(۹۶)

۳۶۔ اور اسی وقت یوشع آیا اور عناقیوں کو کوہستان سے حبرن سے اور دبیر اور عناب اور یہودہ کے سارے کوہستان سے اور اسرائیل کے سب کوہستان سے کاٹ ڈالا، یوشع نے ان کو بمعہ ان کے شہروں کے نابود کیا۔(۹۷)

یوشع کی کتاب کے باب ۱۲ میں ان بادشاہوں کے ناموں کی فہرست ہے جن کو یوشع نے تباہ کیا۔ یوشع کی کتاب کے ان بیانات پر کسی تبصرے کی حاجت نہیں، صرف یہ عرض کرنا ہے کہ دنیا بھر کے اہل علم یوشع کی فتوحات اور دشمنوں کے مردوں، عورتوں، بچوں اور بچیوں کے قتل عام اور اس کے مقابلے میں حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانے کی فتوحات کا مطالعہ کریں، اور دیکھیں امن اور سلامتی، انسانیت، عدل وانصاف کدھر ہے؟

دور جدید کے مصنفین اب اپنی جان چھڑانے کے لئے یہ کہنے لگے ہیں کہ توارت وانجیل وغیرہ کتب تو Myth ہیں، تاریخ نہیں، لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ آج کا اسرائیل فلسطین میں یوشع کی کتاب کو دہرارہا ہے۔

یہودیت سلیمان علیہ السلام کے بعد دو ریاستوں اسرائیل اور یہودہ میں تقسیم ہوکر ایک دوسرے سے برسر پیکار رہی، بخت نصر نے ان کے ہیکل کو تباہ کیا اور ہیکل کے متبرک سامان کے ساتھ بابل لے گیا اس ساتھ میں یہودیوں کو یروشلم سے بے دخل کر کے بابل لے گیا۔

دارائے اول (سائرس) نے ان کو دوبارہ یروشلم جا کر آباد ہونے اور اپنا ہیکل بنانے کی اجازت دی۔ سکندر اعظم کے زمانے میں پھر ان کو اسی انجام سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کے بعد رومی شہنشاہ کے ہاتھوں ہیکل کی تباہی اور آخری بار ۷۰ء میں ہیکل کی تباہی اور اپنا وطن ترک کر کے سلطنت روم کے مرکزی شہر روم اور دوسرے تمام مقبوضات کے بڑے شہروں میں یہودی پھیل گئے۔

بنیادی نکتہ یہ ہے کہ اپنے اصل وطن کی بجائے بت پرست اقوام کے شہروں میں رہنے سے یہودیت میں بت پرستانہ عناصر داخل ہوئے۔

عیسائیت:

طاقت کے زور سے پھیلنے والا دوسرا بڑا مذہب عیسائیت ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے حوارں یروشلم میں مقیم رہے اور آپ کی آمد ثانی کا انتظار کرتے رہے، ۷۰ء کے واقعے اور ہیکل کی تباہی کے بعد یہ حضرات مملکت روم کے دارالحکومت سمیت تمام بڑے بڑے شہروں میں اپنے مذہب کی تبلیغ میں مصروف رہے۔ ۳۰۰ء تک عیسائیت کے مؤرخ گبن کہتے ہیں:

> In the beginning of fourth century the Chris tians, still bore Avery inadequate proportion to the inhabitants of the empire. (98)

عیسائی روم میں چوتھی صدی میں آبادی میں ناکافی تناسب رکھتے تھے۔

عیسائی علماء کی تاریخ عیسائیت کی رو سے قیصر قسطنطین کو اٹلی کی جنگ کے دوران خوب میں صلیب دکھائی دی اور کہا گیا کہ اس کا نشان اپنے پرچم پر بنالو تو کامیابی ہوگی، اس کشف روحانی کے پورا ہو جانے پر قسطنطین عیسائی ہوگیا، اس نے موت سے کچھ عرصے قبل بپتسمہ لیا، تاہم اس سے پہلے عیسائی گرجوں کی مالی امداد کی اور انہیں جاگیریں دیں۔

عیسائی علما کی تاریخ کے مطابق قسطنطین کے ۶۰ سال بعد تک عیسائی Senate میں غیر اہم اقلیت رہے، تاہم دوسرا معجزہ یہ ہوا کہ وہ Senate جس میں عیسائی اقلیت میں تھے، عیسائی عالم کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ Senate نے متفقہ قرارداد منظور کرلی کہ ملک سے بت پرستی کے تمام مظاہر کو طاقت کے ذریعے ختم کر دیا جائے، چنانچہ اس پر مکمل عمل درآمد کیا گیا۔ جس کی کچھ تفصیل مورخ گبن نے یوں دی ہے

> The decrees of the senate, which proscribed the worship of idols, were ratified by the general consent of the romans. The Splendor of the capital was defaced, and the solitary temples were abandoned to rain and contempt Rome submitted to the yoke of Gospel.........(99)

سینٹ کے فیصلوں میں بت پرستی سے روکا گیا تھا، ان فیصلوں کی تصدیق عوام کی اجتماعی رائے سے کی گئی، اور شہر روم کی شان وشوکت کا حلیہ بگاڑ دیا گیا (شہر کے عظیم الشان منادر ڈھا دیئے گئے) اور دور دراز منادر میں پوجا پاٹ ترک کردی گئی، شہر روم نے انجیل کے جوے میں اپنی گردن پھنسا دی۔

شہنشاہ روم تھیوڈوسیس نے بت پرستی کے خاتمے کے لئے یہ اقدامات کئے۔

A special commission was granted to Cynegius, the Pretorian Prefect of the east and afterwards to the counts Jvius and Gaudentius, two Officers of Distinguished rank in the west, by which they were directed, to shut the temples, to seize or destroy the instruments of idolatry, to abolish the privileges of the priests, and to confiscate the consecrated property for the benefit of the emperor, of the church or of the army. (100)

اس مقصد کے حصول کیلئے ایک خاص عہدہ سائنے گی لیس کو دیا گیا، جو مشرق میں پریٹوریا کا حاکم تھا اور اس کے بعد کاونٹ جوویس گاڈین ٹیس میں شامل کیا گیا، یہ دونوں امتیازی عہدوں پر ملک کے مغرب میں تھے، اس حکم کے ذریعے ان تینوں کو ہدایت دی گئی کہ سارے مندروں کو بند کردیں، ان کے بت پرستی کے آلات ضبط یا تلف کردیں، مندروں کے پجاریوں کی رعایتیں ختم کردیں، اور مندروں کی تمام جائدادیں شہنشاہ عیسائی گرجا اور فوج کے حق میں ضبط کرلیں۔

In Gaul the holy Martin bishop of touss, marched as the at the head of his faithful Monks to destroy the idols, the temples and the con-secreted trees of his extensive of diocese, and in the execution of this arduous task, the prudent reader will judge whether Martin was supported by the aid of miraculous powers or of carnal weapons.(101)

فرانس میں مقدس بشب طورس کے مارٹن نے اپنے وفادار پادریوں کے ساتھ بتوں، مندروں اور احاطے کے درختوں کو برباد کرنے کے لئے حملہ کیا، اور پڑھنے والے خود فیصلہ کرلیں کہ اس مقدس مارٹن کو اس کی کرامات ومعجزات سے مدد ملی، یا جسمانی ہتھیاروں سے۔

In Syria, the divine and Excellent Marcellus,

as he is styled by Theodoret, a bishop animated with apostalie farvour, resolved to level with the ground, the stately temples within the diocese of Apamea, (102)

شام میں وہ بہترین آدمی مارسی لس جسکوتھویوڈریٹ نے اللہ والا کہا ہے ایک ایسا بشپ جس میں حضرت عیسیٰ کے حواریوں کا جوش وجذبہ تھا۔ اس نے طے کرلیا کہ اپامی کے شاہانہ شوکت والے منادر کواپامی احاطے میں سطح زمین کے برابر کر دیا جائے۔

آگے تفصیل سے ان مندروں کوگرانے کی کاروائی کا طویل تذکرہ ہے۔

The temple of celestial Venus of Carthage, whose sacred precincts formed a circumference of two miles, was judiciously converted into a Christian church, and similar consecration, has preserved inviolate the majesties dome of pantheon at Rome, (103)

کارتھیج لیبیا کی مشہور دیوی وینس جس کے مقدس مندر کا محیط دومیل کا تھا، اس کو عیسائیوں نے قانونی طور پر اپنا گرجا بنالیا، اس طرح روم کے دیوتاؤں کے گنبد کوبھی جوں کا توں باقی رکھا گیا۔

In this wide and various prospect of devastation the spectator may distinguish the ruins of the temple of serapis at Alexandria. His temple which rivaled the pride and magnificence of the Capital. At that time the archiepiscopal throne of Alexandria was filled by Theophilus the perpetual enemy of peace and virtue, a bold bad man whose hands were already polluted with gold and blood, (104)

اس وسیع اور مختلف تباہی کے مناظر سے دیکھنے والا خود پہچان لے گا کہ سراپس کے مندر کے کھنڈر وہ سراپس جس کا یہ مندر دارالخلافہ روم کی عظیم الشان عمارتوں کا فخر کے مدمقابل تھا، اس وقت عیسائیوں کے گرجے کی صدارت کے تخت پر

تھیوفیلس براجمان تھا، یہ ایک خراب باہمت آدمی تھا جس کے ہاتھ (لوٹ کے) سونے اور انسانی خون سے آلودہ تھے۔

What ever might be the truth of the facts or the merits of the distinction, these vain pretences were swept away by the last edict of Theodosius, which inflicted a deadly blow wound on the superstition of the pagans The prohibitory law is expressed in the most and comprehensive terms. (105)

رعایا کے درمیان اس قدر امتیاز برتنے کے بارے میں حقائق کی صداقت کچھ بھی ہو، لیکن یہ بے کار بہانے شہنشاہ تھیوڈوسیس کے آخری فرمان کے بعد ختم ہوگئے، اس حکم نے بت پرستوں کے اوہام کو کاری زخم لگائے، بت پرستی کی ممانعت کا یہ قانون انتہائی اور تفصیلی اصلاحات میں جاری کیا گیا ہے۔ (جس کی کوئی تاویل ممکن نہیں)

شہنشاہ تھیوڈوسیس کا شاہی فرمان:

It is our will and pleasure, says the emperor, that none of our subject, whether magistrate or private citizens, however exalted or however humble may be their rank and condition, shall presume in any city or any place to worship an in-animate idol by the sacrifice of a guiltless victim. (106)

یہ ہماری مرضی اور خوشی ہے کہ ہماری رعایا میں سے کوئی سرکاری ملازم ہو یا خانگی شہری ہو، وہ اعلیٰ یا ادنی کسی بھی درجے کا ہو، کہ کسی بھی شہر یا جگہ پر بے جان بت کی پوجا اور اس پر ایک بے قصور جانور کی قربانی کرنے کا خیال بھی نہ کرے گا۔

مندرجہ بالا تاریخی حوالا جات سے واضح ہو جاتا ہے کہ شہنشاہوں کے قانونی، فوجی اور عیسائی جتھوں کے جبر کی وجہ سے پوری رومن امپائر میں عیسائیت پھیل گئی، عوام کے بت پرستی والے مذہب کو سلطنت کے بغاوت قرار دینے کے بعد بت پرستوں کو یہ کہنے کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی کہ تم عیسائی ہو جاؤ، کیونکہ غلط مذہب خلاف قانون اور صحیح مذہب کی قانون میں اجازت کا مطلب ہی یہ تھا کہ لوگ اگر مذہب

کو اپنانا چاہتے ہیں تو عیسائی ہوجائیں، چنانچہ ایسا ہوا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے مصری شہنشاہت کے دار الحکومت کے علاوہ دوسرے صوبوں میں بھی اپنا مذہب پھیلایا تھا، لیکن مورخ گبن نے ان کو قسطنطین کے دور حکومت میں inadequate proportion یعنی غیر متناسب حصہ قرار دیا تھا۔ تھیوڈوسیس کے بعد اس کے بیٹوں نے اپنے قانون، فوج اور حکومت کے ذریعے عیسائیت کو رومی حکومت کا مذہب بنادیا۔

ہندومت

یہودی اور عیسائی مذاہب کے جبری نفاذ کو ماقبل کی سطور میں تفصیل سے دیکھا جاچکا ہے، اب ہندو دھرم کی جبری اشاعت ملاحظہ ہو۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آریہ قوم وسط ایشیا سے اٹھی اور اس کے مسلسل قافلے بتدریج قدیم ہندستان میں داخل ہوتے رہے، آنے والوں نے قدیم باشندوں کو گھنے جنگلات میں دھکیل دیا اور ان کے کھیتوں، موشیوں اور مال ومتاع پر قابض ہوگئے، یہ عمل صدیوں میں مکمل ہوا، یہاں تک کہ بندھیاچل کے جنگلات اور اس کے جنوب کے خطوں میں قدیم باشندوں کو دھکیل دیا گیا، اور شمالی ہند، پنجاب، یعنی سندھ اور اس کے معاونین سے سیراب ہونے والی سرزمین اور گنگا، جمنا اور ان کے معاونین سے سیراب ہونے والے علاقوں پر ان کا مکمل قبضہ ہوگیا، اور قدیم باشندے بے دخل ہوگئے، ان تمام واقعات کی تاریخی دستاویز رگ وید ہے، جو اسی دور میں مرتب کیا گیا، چنانچہ جس طرح تورات کی کتاب یوشع میں کنعان پر یہودیوں کے قبضے اور مقامی باشندوں کے قتل عام کی تاریخی دستاویز ہے، اسی طرح رگ وید بھی ہندوستان کے قدیم باشندوں، ان کے مال مویشی، ان کے سونے چاندی، ان کے قلعے، ان کے مکانات سب پر آریوں کے قبضے کی دستاویز ہے، اور یہ سب قبضہ بذریعہ جنگ ہوا، اندر دیوتا کی تائید سے آریہ ان سب دشمنوں پر غالب آئے۔ اور آریہ دھرم ہی آگے چل کر ہندو دھرم کہلایا، اس اجمال کی تفصیل درج ذیل ہے، رگ وید میں ایک منتر میں کہا گیا ہے:

अहं भूमिमददामार्यायाहं वृष्टिं दाशुषे मर्त्याय ।
अहमपो अनयं वावशाना मम देवासो अनु केतमायन् ॥ ५ ॥
ऋ० ४ । २६ । २

I have bestowed the earth upon the Arya

and. Rain upon the man who brings oblation. I guided forth the loudly roaring waters and moved the powers of nature according to my pleasure. (107)

یہ زمین میں نے آریوں کو عطا کی ہے۔ اور بارشیں ان لوگوں پر جو نذرانے لاتے ہیں اور میں نے بلند آواز سے بہنے والے پانیوں کو اور قدرت کی طاقتوں کو اپنی مرضی کے مطابق متحرک کیا ہے۔ (حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جس طرح تورات میں اللہ تعالیٰ کے الفاظ صیغہ متکلم میں ہے کہ کنعان کی زمین میں نے تمہیں دی ہے اسی طرح اس منتر میں صیغہ واحد متکلم سے یہ اعلان کیا جارہا ہے کہ میں نے یہ زمین آریوں کو دی ہے۔ (۱۰۸)

اسی خدائی حکم کے ذریعے آریوں کے قافلے کئی صدیوں میں وسط ایشیا سے ایران ہو کر ہندوستان تک وقفے وقفے سے آتے رہے، اور اس برعظیم میں پھیلے ہوئے وسیع جنگلات واراضی میں مقیم مقامی باشندوں کو بتدریج نکال کر آریہ ورت پر قابض ہو گئے۔ منوجی نے آریہ ورت کی جو تعریف کی ہے اس میں وہ بندھیاچل کو آریہ ورت کی جنوبی سرحد قرار دیتے ہیں۔

آنے والے آریہ Pastoral سماج تھے۔ یہ لوگ چرواہے تھے، اور مقامی باشندے Agriariau کا شتکار سماج تھے، کھیتوں کی پیداوار سے ان کے گودام غلے پر، ان کے جانوروں کے گلے، ان کے سونا چاندی کے ذخیرے، ان سب پر خدا کے حکم سے آنے والوں کی نظریں بلکہ للچائی ہوئی نظریں تھیں، چنانچہ ڈاکٹر رام شرن شرما لکھتے ہیں:

آریوں اور ان کے مخالفوں کے درمیان جنگ نے بیشتر موخر الذکر کے مستحکم قلعوں اور ان کے قلعہ بند آبادیوں کی تباہی کی صورت اختیار کی، داسوں اور دسیوں دونوں کے قبضے میں مستحکم آبادیاں تھیں۔ (۱۰۹)

معلوم ہوتا ہے کہ خانہ بدوش آریہ آبادیوں میں جمع کی ہوئی اپنے دشمنوں کی دولت کے حریص تھے، جن پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے ان کے درمیان مسلسل جنگ چھڑی رہا کرتی۔ (۱۱۰)

آریوں نے ہندوستان پر اپنے حملوں میں مقامی باشندوں کو داس یعنی غلام کہا ہے، اور رگ

وید میں اندر دیوتا کو داسوں کا فاتح قرار دیا گیا ہے، داس غلام کو کہتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ شکست خوردہ مقامی باشندے جنہوں نے آریوں کی بالادستی قبول کرلی تھی، داس کہلاتے تھے۔

ان داس قبیلوں کو کچلنے کی درخواست رگ وید میں مندرج اندر سے پرارتھنا کا مسلسل موضوع ہے۔(۱۱۱)

مقامی باشندوں کا دوسرا گروہ تھا جس نے غیرملکی آریوں کی بالادستی قبول نہ کی اور جنگ میں شکست کے باوجود وہ فاتح آریوں پر چھپ کر حملے کرتے رہتے تھے، ان کو رگ وید نے دسیو (ڈاکو) کہا ہے۔ اندر کے داسوں کے مقابلے میں دسیوں کو زیادہ تباہی یا محکوم بنانے کے حوالے رگ وید میں موجود ہیں، کہا جاتا ہے کہ دسیوں کو قتل کرکے اندرا نے آریہ ورن کو محفوظ کرلیا، اس اندر سے آریوں کی طاقت کو بڑھانے کی غرض سے دسیوں کے خلاف جنگ کرنے کی پرارتھنا (درخواست، دعا) کی جاتی ہے۔ یہ ایک معنی خیز بات ہے کہ اندر کے ذریعے دسیوں کے مارے جانے کے کم ازکم بارہ حوالے آتے ہیں،(۱۱۲)

داس اور دسیو کے فرق کو واضح کرتے ہوئے ڈاکٹر شرما کہتے ہیں:

> اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں (داس اور دسیو) ایک دوسرے کے مرادف نہ تھے۔ اور اس کا یہ مفہوم ہوسکتا ہے کہ آریوں نے دسیوں کو نیست و نابود کرنے کی سنگ دلانہ پالیسی پر عمل کیا، لیکن داسوں کے معاملے میں ان کے رویے میں اعتدال کی آمیزش تھی۔(۱۱۳)

رگ وید میں ایک پجاری توقع رکھتا ہے کہ وہ تمام لوگ جو ہون نہ کریں مار ڈالے جائیں اور ان کی دولت ان پجاریوں کو دے دی جائے۔

رگ وید میں دسیوں (ڈاکوؤں) کو دولت مند بتایا گیا ہے، رگ وید میں اس بات کی خواہش ظاہر کی گئی ہے کہ اندر کے ذریعے داس کی طاقت کو کچلا جائے اور اس کی جمع کی ہوئی دولت لوگوں (آریوں) میں تقسیم کردی جائے، دسیوں (ڈاکوؤں) کے قبضے میں بھی جواہرات اور سونا تھا، جس نے غالباً آریوں کی حرص کو مشتعل کیا۔(۱۱۴)

دسیوں کی زندگی کے طریقے نے آریوں کو ان کا مزید مخالف بنا دیا، آریوں کی مویشوں کی پرورش پر مبنی قبائلی نیم سکونتی زندگی مقامی تہذیب کے لوگوں کی جمی جمائی شہری زندگی سے میل نہ کھاتی تھی۔

رگ وید میں چوراسی بار دسیوں کا اور اکسٹھ بار داسوں کا تذکرہ ہے۔(۱۱۵)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ شکست کھا کر آریوں کی بالادستی قبول کرنے والے داس ۶۱ بار اور مخالف جنگجو دسیو کا تذکرہ رگ وید میں ۸۴ بار آیا، یعنی تحریک مزاحمت رگ وید کے دور میں اپنے عروج پر تھی۔(۱۱۶)

سندھ کی تہذیب کے مصنف وہیلر کے مذکورہ بالا دو جملے مزید وضاحت چاہتے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ حملہ آور آریہ اگر چہ غالب آئے، لیکن انہوں نے قدیم ہندوستانی باشندوں کی تہذیب، کاشتکاری قلعے کی محفوظ آبادی کے طریقے اختیار کئے، اس کے بدلے ان کو نیچ ذات شودر بنا کر اپنے دھرم کے نچلے طبقوں میں شامل کیا، روم پر شمالی یورپ کے وحشی قبائیلوں کے حملے، ہندوستان پر ہُن کشان سیتھین قبائل کے حملے جو آریوں کے بعد ہوئے یہ سب ایک ہی طرح کی population explosion کثرت آبادی کے دھماکے کے نتائج تھے۔

البتہ قدیم ہندوستانی اقوام آدی باسی، دوافرد کول، بھیل، گونڈ وغیرہ سے مدنیت کے ساتھ ساتھ کن مذہبی رسومات کو آریوں نے اخذ کیا، اس کی کوئی تاریخ موجود نہیں ہے۔ آریوں نے ان کے مذہب، عقائد، ان کی تاریخ، ان کی تہذیب، ان کا ادب، ہر چیز کو نیست و نابود کیا اور مکمل طور پر نیست و نابود کیا۔

بدھ مت

بدھ مت کے بانی مہاتما گوتم بدھ خود ایک بادشاہ کے ولی عہد تھے، ہندوستان کی تاریخ میں پرس رام، رام، کرشن اور بدھ یہ چاروں اوتار کشتر یوں میں ہوئے برہمنوں میں نہیں، برہمن صرف وامن ہوئے ہیں، جین مذہب کے مہابیر جین بھی شہزادے تھے۔

گوتم بدھ نے اپنے زمانے کے مروجہ مذہب کے مطابق تلاش حق کا کام آغاز کیا تو انہیں سنیاسیوں کے پاس گئے اور خود سنیاس لیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ تلاش حق کا طریقہ ہندو دھرم کے مطابق اختیار کیا۔

آپ پر حق واضح ہونے کے بعد آپ کا مذہب آہستہ آہستہ پھیلنا شروع ہوا، تا آنکہ مہاراجہ اشوک کالنگہ کی جنگ میں انسانوں کی کثیر تعداد کے قتل سے متاثر ہو کر بدھ مت میں شامل ہوا، اس نے شرقی وجنوبی ایشیا کے راجاؤں کے پاس اپنے مبلغین بھیجے، اور وہ لوگ بدھ مت میں داخل ہو گئے، اس

طرح عیسائیت جو رومی شہنشاہوں کے جبر سے پھیلی، اس کے برخلاف بدھ مت نے بادشاہوں کو متاثر کر کے حاکموں کے اثرات سے کامیابی حاصل کی۔

لیکن ہندوستان پر جب چندر گیت موریا کا راج آیا، جو کوتلیہ یا چانکیہ رشی کی کوششوں سے ممکن ہوا تھا، یہ حکومت خالص قدیم ہندو قانون کی پابند تھی، نتیجے میں بدھ مت ہندوستان سے ایسا رخصت ہوا کہ بدھ گیا جو ان کا مرکزی مقام تھا وہ بھی ان کے پاس نہ رہا۔ اور جنوب میں شنکر آچاریہ کے مناظروں نے بدھ مت پر ہندو مت کو کامیابی دلادی۔

اسلام کی فتوحات

مذاہب عالم کی دنیا میں ترویج واشاعت کا ایک خاکہ آپ کے سامنے آگیا۔ اب دیکھتے ہیں کہ اس کے برعکس اسلام کا رویہ کیا رہا؟

مورخ گبن نے آگے چل کر اسلام کی فتوحات کا تفصیلی تذکرہ کیا، اور حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت معاویہؓ کی فتوحات پر لکھا ہے، لیکن رومی حکومت کی طرح بادشاہ، فوج اور قانون کی مدد سے غیر مسلموں کے مذہبی اداروں اور ان کی عمارتوں کو ڈھایا نہیں گیا، اگر ایسا ہوتا تو گبن اس کا ضرور تذکرہ کرتا۔ دوسری طرف جو عیسائی مسلمان نہیں ہوئے وہ یونانی اور لاطینی زبانوں میں اپنے مذہب کی کتابوں کو پڑھنے کے لئے وہ ضرور اسلامی فتوحات کے اس پہلو پر لکھتے، لیکن لاطینی پادریوں نے اسلام پر گستاخانہ حملے اور گالی گلوچ کے سوا اسلام کے بارے میں کچھ نہ لکھا۔ کچھ قابل اعتراض بات ہی نہ تھی، وہ کیا لکھتے؟

حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے دور خلافت کے آغاز میں حضرت اسامہ بن زید کی قیادت میں لشکر روانہ فرماتے وقت یہ نصیحت فرمائی:

> ایها الناس، قفوا اوصیکم بعشر، فاحفظوها عنی، ولا تخونوا، ولا تذلوا، لا تغدروا، ولا تمثلوا، ولا تقتلوا طفلاً صغیراً اوشیخا کبیرا، ولا امرأة، ولا تصقروا نخلاً، ولا تحرقوه، ولا تقطعوا شجرة مثمرة ولا تذبحوا شاة ولا بقرة ولا بعیراً الا لماکلة، وسوف تمرون باقوام قد فرغوا انفسهم فی الصوامع فدعوهم (۱۱۷)

اے لوگو! ذرا ٹھہرو، میں تم کو دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں تم ان کو یاد رکھو، دیکھو خیانت نہ کرنا، فریب نہ کرنا، سرکشی نہ کرنا، دشمن کے ہاتھ پاؤں نہ کاٹنا، چھوٹے بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، کھجور کے درخت کو نہ اکھاڑنا، نہ اس کو جلانا، پھل دار درخت کو مت کاٹنا، بکری گائے یا اونٹ کھانے کے سوا ذبح نہ کرنا۔ اور ہاں تم ایسے لوگوں سے دوچار ہونگے جنہوں نے اپنی زندگی گرجوں میں عبادت کے لئے وقف کردی ہے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا۔

ایک تفصیلی وصیت حضرت ابوبکرؓ نے حضرت یزید بن ابی سفیانؓ کو شام میں امیر لشکر مقرر کرتے وقت فرمائی، اس کے آخر میں جملے یہ ہیں۔

ستجدون اقواماً حبس انفسهم الصوامع، فدعهم وما حسبوا انفسهم (۱۱۸)

اور تم کو ایسے لوگ ملیں گے جو گرجوں میں گوشہ نشین ہو کر بیٹھ گئے ہیں، تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا۔

مشہور مستشرق دخوئے (De Goeie) حضرت ابوبکرؓ کی ان ہدایات کو معقول اور اعتدال کی روح قرار دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ فی الحقیقت شام میں لوگ عربوں کی جانب بہت مائل ہوگئے تھے اور ایسا ہونا بھی چاہئے تھا کیوں کہ عربوں نے مفتوحوں سے جو برتاؤ کیا اگر اس کا مقابلہ وہاں کے سابق مالکوں (رومی شہنشاہوں) کے بے اصول ظلم سے کیا جائے تو بڑا ہی سخت فرق نظر آتا ہے، جو عیسائی فیصلہ کالسی ڈون کو نہیں مانتے تھے، ان کے ناک کان قیصر ہرقل کے حکم سے کاٹے گئے، اور ان کے گھر ڈھائے گئے تھے۔ یہودیوں پر الزام لگایا گیا تھا کہ ایرانیوں کے حملے کی انہوں نے تائید کی تھی، اگرچہ ہرقل نے ان کے لیے عام معافی کا وعدہ کیا تھا لیکن ان کا سخت ظالمانہ طور سے پیچھا کیا گیا تھا۔ اس کے برخلاف عرب جو حضرت ابوبکرؓ کی ہدایتوں پر عمل کرتے تھے، مقامی باشندوں کا دل موہ لینے کی کوشش کرنے لگے، اور سب سے زیادہ اپنی بات کا پاس کرتے رہے۔ تقریباً پندرہ سال بعد ایک نسطوری پادری نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ یہ طائی (یعنی عرب، جن کو خدا نے آج کل حکومت عطا کی ہے) ہمارے مالک بھی بن گئے ہیں، مگر وہ عیسائی مذہب سے مطلق برسرپیکار نہیں، اس کے برخلاف وہ ہمارے دین کی حفاظت کرتے ہیں، ہمارے پادریوں اور

قدسیوں کا احترام کرتے ہیں اور ہمارے گرجوں اور کلیساؤں کو جاگیریں عطا کرتے ہیں۔

اسی سلسلے میں مشہور پادری کار الیفس Ckaralevoche نے شہر انطاکیہ کے عیسائی حالات لکھتے ہوئے فرانسیسی انسائیکلوپیڈیا میں اعتراف کیا ہے:

> مسلمان عربوں کو یعقوبی میں عیسائیوں (Jacobites) نے بھی اپنے نجات دہندوں کی حیثیت سے ہاتھوں ہاتھ لیا، مسلمانوں کی سب سے اہم جدت جس کا یعقوبی عیسائیوں نے دلی خوشی سے استقبال کیا، یہ تھی کہ ہر مذہب کے پیروؤں کو ایک خود مختار وحدت قرار دیا جائے اور اس مذہب کے روحانی سرداروں کو ایک بڑی تعداد میں دنیوی عدالتی اختیارات عطا کئے جائیں۔ (۱۲۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات

اللہ رب العالمین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے فضائل عطا فرمائے جو صرف آپ کے ساتھ مخصوص ہیں، مثلاً

۱۔ آپ نے وحی الٰہی سے علم پا کر اپنے آخری نبی ہونے کا اعلان فرمایا، آپ نے فرمایا:

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (۱۲۲)

میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

آپ ﷺ کے علاوہ کسی نبی یا ہادی نے اپنے آخری ہونے کا اعلان نہیں کیا۔

۲۔ انبیائے ماسبق نے نہ صرف یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بشارات دیں، بلکہ واضح الفاظ میں آپ کو آخری نبی قرار دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہندوستان کے وہ رشی جنہوں نے بھاگوت میں دس اوتاروں کا تذکرہ کیا اور آخری اوتار کو کلکی اوتار قرار دیا، پھر مہاتما بدھ نے واضح الفاظ میں آخری بدھ کی بشارت دی۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیائے ماسبق متفق تھے، اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ اس پر کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت کا آغاز اور اس کا اختتام فرمایا، اس کے سارے برگزیدہ بندے متفق تھے۔

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لائے اس میں آپ پر ایمان لانے والے کے لئے لازم

ہے کہ وہ آپ سے پہلے آنے والے تمام انبیاء پر ایمان لائے، اس طرح آپ کے دین کے حلقہ ایمان میں سارے انبیاء کے شامل ہونے سے دنیائے انسانیت کی وحدت حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ بات صرف آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کے ایمان وعقیدے میں موجود ہے۔ یہ وسعت اور وحدت دنیا میں اور کسی نبی کے ماننے والوں کے حلقے میں موجود نہیں ہے۔

۴۔صرف آپ ﷺ کو اللہ نے یہ فضیلت عطا فرمائی کہ آپ کے دین اسلام کو کامل قرار دیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (۱۲۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی، اور تمہارے لئے بطور دین اسلام کو پسند کر لیا۔

یہ دعویٰ بھی آپ ﷺ کے علاوہ اور کسی نبی کے اعلان میں نہیں ہے۔

۵۔آپ کے اسوۂ حسنہ پر ہی ساری امت کا عمل ہے، آپ کی اس خصوصیت کا اجمالی تذکرہ یوں ہے۔ آج دنیا میں جتنے مذاہب ہیں ان کے ماننے والوں کی عبادات اور معاملات میں یہ کہیں ثابت نہیں کہ وہ اپنے نبی اور ہادی کے عمل کے مطابق عبادت سمیت تمام معاملات زندگی ادا کر رہے ہیں، ایک مشہور ہندو اسکالر نرادسی چودھری نے اپنی کتاب ہندوازم میں اس بات کو واضح کیا ہے، مذاہب میں تبدیلیوں اور تحریفات کا تذکرہ کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں:

> The archaic Roman religion was not the roman religion of the empire, Buddhism did not remain the simple teachings of Buddha, the Zoroastrian cult is not the creation of Zarathustra; Taoism is not the doctrine of laolse, finally Christianity today contain much more than the original teaching of Jesus and that of the apostles, the only religion in the world which has remained very close to the first message of the founder is Islam. (124)

قدیم رومی مذہب ساری سلطنت کا مذہب نہ تھا، بدھ مذہب بدھ کی سادہ

تعلیمات پر قائم نہ رہا، موجودہ زرتشتی فرقہ زرتشت کا بنایا ہوانہیں ہے، موجودہ تاؤ ازم اپنے بانی کے عقائد پر مبنی نہیں ہے، اور آخر میں عیسائیت میں حضرت عیسی اور ان کے حواریوں کی اصل تعلیمات پر بہت زیادہ اضافہ ہے، ہندو مذہب بھی مکمل تبدیلی سے گزرا۔ دنیا کا واحد مذہب جو اپنے بانی کے ابتدائی پیغام کے بالکل قریب ہے، وہ صرف اسلام ہے۔

۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہادیان عالم میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ نے اپنے حین حیات اپنی لائی ہوئی تعلیمات کو پورے ملک عرب پر نافذ ہوتے دیکھا۔ حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انسانوں کے سامنے آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا میں نے اللہ کا پیغام آپ لوگوں تک پہنچایا۔ سب نے بیک آواز کہا کہ آپ نے اللہ کا پیغام ہم تک پہنچا دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے اللہ کو عوام کے اس اقرار پر گواہ ٹھہراتے ہوئے فرمایا: **اللھم اشھد**

۷۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہادیان عالم میں یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ آپ نے اللہ کی وحی کو ایک کتاب کی شکل میں اپنے بعد اپنی امت میں ورثے کے طور پر چھوڑا۔ چنانچہ روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ورثہ چھوڑا، آپؓ نے فرمایا: بیـن الدفتین دو جلدوں کے درمیان جو اللہ کی کتاب ہے۔ جو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ہی موجود صورت میں تحریری شکل میں مسلمانوں کے سامنے آچکی تھی۔ اسی طرح آپ ﷺ کی خدمت میں ایک کاتب ہمیشہ موجود رہتا۔ تاکہ جب بھی وحی اللہ آئے آپ اسے لکھوا دیا کریں۔ اہل سیر و تاریخ نے ایسے چالیس کاتب صحابہ کا تذکرہ کیا ہے، جو یہ خدمت انجام دیا کرتے تھے۔

ادیان عالم میں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی حفاظت کے لئے حفظ القرآن کی تعلیم دی۔ دنیا کی کوئی مذہبی کتاب آج تک حفظ نہیں کی جاتی، صرف قرآن پاک ہے جو ہزار ہا حفاظ کرام کے سینوں میں محفوظ ہے۔

کتاب کی صورت میں لکھنے کے بارے میں ویدوں، تورات، انجیل، بدھ مذہب کی کتاب کس نے جمع کیں، کس نے لکھا، لکھنے والے نے سن کر مطلب اپنے الفاظ میں لکھا یا الفاظ پوری طرح محفوظ کیے؟ زبان کون سی تھی، عیسی علیہ السلام آرامی زبان بولتے تھے یا عبرانی، اناجیل میں سے صرف ایک انجیل متی عبرانی میں ہے، باقی اناجیل یونانی زبان میں لکھی گئیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان ہی نہیں،

تورات جو تابوت میں خیمہ خداوندی اور بعد میں ہیکل سلیمانی میں رکھی جاتی تھی، یروشلم پر دشمنوں کے ہر قبضے کے دوران اس کے ساتھ ہی تباہ ہوتی رہی، حضرت موسیٰ کے صدیوں بعد حضرت عزیر علیہ السلام نے دوبارہ لکھی، بادشاہ نے اسے آگ لگادی تو آپ نے پھر دوبارہ لکھی، نیز ان کی روایات میں تورات کے حفظ کئے جانے کا کہیں تذکرہ نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائی مکی زندگی میں سے قرآن کریم کی کتابت کا کام شروع فرمادیا تھا، حضرت عمر ۶ نبوی میں ایمان لائے اور آپ کے ایمان کا سبب آپ کی ہمشیرہ کے پاس کتابی شکل میں سورۂ طٰہٰ کی موجودگی تھی، مدینہ تشریف آواری پر چوں کہ اس وقت تک ۸۶ سورتیں نازل ہوچکی تھیں، آپ نے اس لکھے ہوئے مصحف کو ایک صندوق میں مسجد نبوی میں رکھوادیا تھا، یہ مصحف جس ستون کے پاس تھا اسے کے بارے میں حضرت سلمہؓ بن الاکوع سے بخاری کی روایت ہے کہ **فیصلی عند الاسطوانة التی عند المصحف** ''اس ستون کے پاس نماز پڑھتے تھے، جس کے پاس قرآن (مصحف) تھا''۔ اس کی شرح میں ابن حجر فرماتے ہیں، **ھذا یدل علی انه کان للمصحف موضع خاص** ''اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن پاک کے لئے ایک خاص جگہ مقرر تھی''۔

اسی طرح ایک روایت میں حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ **کنا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم نولف القرآن من الرقاع** ''ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر رقعوں (اوراق) سے اپنے اپنے مصحف لکھ لیا کرتے تھے''۔ ظاہر ہے جب ساری مکی سورتیں انصار نے لکھ لیں تو یہ مصحف وہاں سے ہٹالیا گیا)۔

یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے قرآن اور دین اسلام کا امتیاز ہے کہ قرآن حکیم سینوں اور کتابوں میں محفوظ کیا گیا، اور یہ کام خود آپ ﷺ کی موجودگی اور نگرانی میں انجام پایا۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ابوزہرہ/ خاتم النبیین/ طبع دولت قطر/ ج ۱، ص ۹۴

۲۔ رگ وید، منڈل ۱۷ سوکت ۱۲۴، منتر ۴۶، بحوالہ ستارتھ پرکاش ہندی ص ۹

۳۔ حشر، ۲۴

۴۔ (نیوبکس سوسائٹی/ لاہور دوسرا ایڈیشن ۱۹۴۶ء)

۵۔ سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۷
۶۔ سورۃ بقرہ، آیت ۱۴۶
۷۔ سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۹
۸۔ سورۃ الحج، آیت ۲۷
۹۔ p. 139. vol 3 ADWARD GIBBON/ THE DECLINE OF THE ROMAN EMPIRE/NEW YORK, THE MODERN LIBRARY
۱۰۔ (MOHAMMAD IN WORID SCRIPLURES P.45) by Abdul Haque Vidyarthi Deep and deep Publications, new Delhi India 1982.)
۱۱۔ ودیارتھی/ص ۳۰، ۳۴
۱۲۔ موطا امام مالک/ص ۲۲۸
۱۳۔ سورۃ الحشر، آیت
۱۴۔ القرآن، سورۃ
۱۵۔ البقرہ: ۲۵۷
۱۶۔ سورۃ الحشر، آیت ۷
۱۷۔ سورۃ الحشر، آیت ۸
۱۸۔ سورۃ الحشر، آیت ۹
۱۹۔ سورۃ الحشر، آیت ۱۰
۲۰۔ الاعراف، ۱۵۷
۲۱۔ Deuteronomy. 18. 18
۲۲۔ the Holy bible, King James version Chauoter. 33 sentence I and 2
۲۳۔ Revelation 22. 16
۲۴۔ John 15. 26
۲۵۔ 16.7
۲۶۔ 16.13
۲۷۔ 16.14
۲۸۔ Holy bible King James Revised version. 60-6
۲۹۔ 60-7

۳۰۔ Haggai. 2.7

۳۱۔ Haggai. 2.9

۳۲۔ Holy Bible. jeremiah. 3.17

۳۳۔ Holy Bible. Isaiah. 21. 14 to 17

۳۴۔ Holy Bible. the General epistle of Jude, 14

۳۵۔ The Holy bible. The fifth Book of moses called Deuteronomy. 33. 1,2

۳۶۔ The song of Solomon 5. 10Holy Bible.

۳۷۔ sanatana Dharma\ By Dr. Bhagvan Das\ The theosophical Publishing house adyar madras. India\ P. 19

۳۸۔ ودیارتھی ص ۶۷

۳۹۔ (اتھروید، کانڈ ۱۰، سوکت ۲، منتر ۲۶)

(اس عبارت کالفظی ترجمہ یہ ہے) مور دھانم سرکوپریریت متحرک ہورہی تھی اسیہ اپنے پومانہ پاکیزگی سم سویہ باہم ہی کرھردیم چہ یت اور جودل ہے اس کواتھرو اتھروانے ادھی اوپر مستشکاپیشانی سے شیرشہ سرسے اور دھوہ اوپر)۔

۴۰۔ (اتھروید، کانڈ ۱۰، سوکت ۲، منتر ۲۷)

(اس عبارت کالفظی ترجمہ یہ ہے) تت وا یہ تت اس کی اتھرونہ اتھروکاپرانہ ارواح شرہ سر ابھی رکشتی حفاظت کرتی ہیں دیو کوشہ دیوتا کی قیام گاہ ہے شرہ سر سم بجیتہ اچھی طرح بند کی ہوئی انم اناج اتھو اور منہ دل بھی)

۴۱۔ (اتھروید، کانڈ ۱۰، سوکت ۲، منتر ۲۸)

(اس عبارت کالفظی ترجمہ یہ ہے) اور دھوہ بلند وشہ اطراف میں تواب پرش خدا پورم حرم کو آببھو دانگ جلوہ گر ہے یو جو برھمنہ خادکے سرشٹا بنا ہوا وید جانتا ہے استرینگ ترچھاسیینہ جس وجہ سے نواب پرش خدا سرشٹا بنا ہوا چیتے پکارا جاتا ہے سرو اسب۔

۴۲۔ (اتھروید، کانڈ ۱۰، سوکت ۲، منتر ۲۹)

(اس عبارت کالفظی ترجمہ یہ ہے) یہ جو برھم خدا وئے بھی چہ اور تام اس برا اھماہ برہما برھمنا خدا کے چہ بھی وید جانتا ہے چکشوہ بصیرت امرتین زندگی سے پرانم زندگی آور تام ڈھپنے ہوئے پرجام اولاد پورم حرم کو ووہ عطا کرتے ہیں تسیع اس کو۔

۴۳۔ (اتھروید، کانڈ ۱۰، سوکت ۲، منتر ۳۰)

(اس عبارت کالفظی ترجمہ یہ ہے) نانہ پرا قبل ویئے ہی پورم حرم کو تم اسے نہ جو چکشوہ بصیرت برھمنہ خدا کے

اجھاتی چھوڑتی ہے وید جانتا ہے نہ نایسیاہ جس وجہ سے پرانہ زندگی پُروش خداجرسہ برھاپے سے اچیتے پکارا جاتا ہے۔

۴۴۔ (اتھروید، کانڈ۱۰، سوکت۲، منتر۳۱)

(اس عبارت کالفظی ترجمہ یہ ہے) اشٹ آٹھ کوشہ خزانہ ہے چکرا چکر دوارہ دروازے نونودیوانام دیوتاؤں کی تسیام اس میں پور بستی ھرنیہ لازوال زندگی کا ابودھیاہ ناقابل فتح ہے۔سورگہ نورانی آورتہ محیط ہے جیوتیہ روشنی ہے۔

۴۵۔ (اتھروید، کانڈ۱۰، سوکت۲، منتر۳۲)

(اس عبارت کالفظی ترجمہ یہ ہے) تسمن اس یکشم قابل پرستش ھرنیے لازوال زندگی کے آتمنوت روح کل ہے کوشے خزانہ میں تت اسے تری تین تری تین ارے اروں والے میں پرتشٹتھے ستونوں والے میں تسمن اس میں ویع ضرورت جو براھم ودوخدا کی معرفت والے لوگ دوہ جانتے ہیں۔

۴۶۔ (اتھروید، کانڈ۱۰، سوکت۲، منتر۳۳)

(اس عبارت کالفظی ترجمہ یہ ہے) پربھر اجمانم روشن ھرنییم زندگی بخش ھرنیم آسمانی اپراجیتانم ناقابل فتح میں لشیا برکات سے آودیش آمقام کیا سمپر یورتام گھری ہوئی برھما ابراہیم پورم بستی کو)

۴۷۔ بھوشیہ پران/ پرتی سرگ پپ ۳۔کھنڈ۳۔ادھیا۳۔شلوک ۷

۴۸۔ کلکی پران۔ادھیائے ۲۔شلوک ۱۱

۴۹۔ بھاگوت، اسکندرا۔ادھیارے ۳،شلوک ۲۵۔بحوالہ کلکی اوتاراور محمد صاحب از ویدپرکاش اپادھیائے بزبان ہندی، ص۴۰

۵۰۔ ہندی/ از ہندو کتابوں میں/ص ۵۷، پہلی دوسطریں) (کلکی اوتار/ وید پرکاش/ص ۱۴۵، بحوالہ بھگوت پران۱۲۔۲۔۱۶۔۲۰

۵۱۔ حوالہ میثاق/ص ۸۷۔بحوالہ بھوشیہ پران/مطبوعہ وینکٹیشور پریس بمبئی/ پرتی سرگ پرو۳، کھنڈ۳، ادھیاء ۳۔شوک ۵

(اس عبارت کالفظی ترجمہ یہ ہے) ایتسمین انتر اتنے ہی میں ملیچھ غیر زبان یا ملک کا اچارمین سمنوتہ معلم روحانی خطاب والامحامدانی کھیاتہ محمد ﷺ نام ہے معروف شیشہ شاکھا شاگرد اصحاب کے سمنوتہ ساتھ آیا۔

۵۲۔ ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے/ ویدک دھرم اور اسلام/ بحوالہ بھاگوت۔اسکند ۱۲۔ادھیائے ۱۳، شلوک ۴ تا ۸

۵۳۔ کلکی پران۔ادھیائے ۲،شوک ۱۱

۵۴۔ کلکی اوتار/ص ۴۰/ بحوالہ کلکی پران ادھیائے ۲،شلوک ۴

۵۵۔ کلکی اوتار/ص ۲۹

۵۶۔ (حوالہ میثاق/ص ۸۷۔ بحوالہ بھوشیہ پران/ مطبوعہ وینکٹیشور پریس بمبئی/ پرتی سرگ پرو ۳، کھنڈ ۳، ادھیاء ۳۔ شوک ۵)

(اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے) **ایتمین انترے** اتنے ہی میں **ملیچھ** غیر ملکی، **آچارین** معلم **سمنوته** ساتھ آیا، **محمد اتی کھیاته** محمد نام ہے معروف، **ششیه شا کھا** شاگرد اور اصحب کے **سمنوته**، ساتھ آیا۔

۵۷۔ میثاق النبیین /ص ۱۵۸/ بحوالہ اتھرو ید/ کانڈ ۱۰، سوکت ۲، منتر ۳۳

(اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے) **پربھرا جمانم** روشن **پرنییم** زندگی بخش **هرنیم** آسمانی **اپراجیتام** ناقابل فتح میں **یشا** برکات سے **آودیش** آکر قیام کیا **سمپر یورتام** گھری ہوئی **برهما** ابراہیم علیہ السلام **پورم** بستی کو۔

۵۸۔ ابراہیم، ۳۷

۵۹۔ اتھرو ید کانڈ ۱۰، سوکت ۲، منتر ۲۶

۶۰۔ الصفات، ۱۰۳، ۱۰۵

۶۱۔ باب ۶/ ۳۱، ۳۲

۶۲۔ کتاب یوشع: باب ۶/ ۲۴

۶۳۔ باب ۶/ ۲۵

۶۴۔ باب ۸/ ۱۹

۶۵۔ باب ۸/ ۲۰

۶۶۔ باب ۸/ ۲۱

۶۷۔ باب ۸/ ۲۲

۶۸۔ باب ۸/ ۲۳

۶۹۔ باب ۸/ ۲۴

۷۰۔ باب ۸/ ۲۵

۷۱۔ باب ۸/ ۲۶

۷۲۔ باب ۸/ ۲۷

۷۲۔ باب ۸/ ۲۸

۷۳۔ باب ۸/ ۲۹

۷۴۔ باب ۱۰/ ۱۰

۷۵۔ باب ۱۰/ ۱۱

۷۶۔ باب ۱۰/ ۱۱

۷۷۔ باب ۱۰/ ۱۱

۷۸۔ ۱۰/ ۳۱

۷۹۔ ۳۲/۱۰
۸۰۔ ۳۳/۱۰
۸۱۔ ۳۴/۱۰
۸۲۔ ۳۵/۱۰
۸۳۔ ۳۶/۱۰
۸۴۔ ۳۷/۱۰
۸۵۔ ۳۸/۱۰
۸۶۔ ۳۹/۱۰
۸۷۔ ۴۰/۱۰
۸۸۔ ۴۱/۱۰
۸۹۔ باب۱۱/۷
۹۰۔ باب۱۱/۸
۹۱۔ باب۱۱/۱۰
۹۲۔ باب۱۱/۱۱
۹۳۔ باب۱۱/۱۲
۹۴۔ باب۱۱/۱۳
۹۵۔ باب۱۱/۱۴
۹۶۔ باب۱۱/۲۱
۹۷۔ P. 642 Volume I. The Decline and fall the Roman Empire
۹۸۔ گبن، زوال روما/ ج ۲، ص ۵۲
۹۹۔ cp 54. Gibbon V. II
۱۰۰۔ گبن زوال روما/ ج ۲، ص ۵۴
۱۰۱۔ p.55. Gibbon Vol, 2
۱۰۲۔ p. 55 Gibbon vol .2
۱۰۳۔ p.57. 58
۱۰۴۔ p. 63
۱۰۵۔ p 61. vol II
۱۰۶۔ The Message of Veda. P.77
۱۰۷۔ ڈاکٹر شرن شرما/ قدیم ہندوستان میں شودر/ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی دوسرا ایڈیشن

۱۹۹۹ء/ص ۲۰

۱۰۸۔ ایضاً/ص ۲۰

۱۰۹۔ ص ۱۹

۱۱۰۔ ص ۱۹

۱۱۱۔ ص ۲۰

۱۱۲۔ ص ۲۴

۱۱۳۔ وھیلر انڈس تہذیب/ بحوالہ ص ۲۱/ ڈاکٹر شرما

۱۱۴۔ Buddhism in transition. By warren. Pages 480-482

۱۱۵۔ میثاق النبیین /ص ۲۵۷

۱۱۶۔ میثاق النبیین /ص ۲۱۶، بحوالہ/ص ۲۲۵

۱۱۷۔ میثاق النبیین /ص ۲۱۴

۱۱۸۔ Japanese Buddhism by sir Charles Eliot page. 119-120

۱۱۹۔ طبری/ ج ۲، ص ۴۶۳

۱۲۰۔ ابن اثیر/ ج ۲، ص ۲۷، بحوالہ صدیق اکبر، سعید احمد اکبر آبادی

۱۲۱۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی/ ڈاکٹر حمید اللہ/ص ۹۰، ۱۸۹

۱۲۲۔ المعجم الاوسط/ ج ۳، ص ۳۱۸، رقم ۳۲۷۴

۱۲۳۔ المائدہ: ۳

۱۲۴۔ Hinduism By Nirad. C. Choudhry P -85

نشانات ارض القرآن

شاہ مصباح الدین شکیل

صفحات: ۲۵۶ قیمت: ۶۹۵/روپے

دیدہ زیب، خوبصورت اور چہار رنگا طباعت

فضلی بک سپر مارکیٹ،

اردو بازار کراچی، فون: 2212991